

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اسلامی تاریخ سے
توحید کی ترویج و اشاعت کے
علمائے سلف کی خدمات کی مختصر تفصیلی تذکرہ



عقیدہ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

تصنیف

شیخ الحدیث
والفقیہ
السید ذبیح الدین علیہ الرحمہ
الذی شہدنا



۲۰
ع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر

تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ التوحید
اور
علمائے سلف کی خدمات

سلسلہ مطبوعات - 20

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات
مصنف: شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین الراشدی
اشاعت اول: مئی 2000ء بمطابق صفر 1421ھ
تعداد: گیارہ صد (1100)
مطبع: اُحد پریس لاہور فون: 7240024

ناشر

مکتبۃ الدعوة السلفیۃ

مین کالونی۔ ٹیاری۔ ضلع حیدرآباد۔ سندھ

ڈسٹری بیوٹر:

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

7 رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

فون: 7120054 فیکس: 7320703

50 لوڑمال (نزد ایم۔ اے۔ او کالج) لاہور

فون: 7232400-7240024 فیکس: 7354072

اسلامی تاریخ میں
توحید کی ترویج و اشاعت کے
علمائے سلف کی خدماتِ خُصّہ کا تفصیلی تذکرہ

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

تصنیف

شیخ العرب
والعجم
السید ذبیح الدین شاہ اشرفی

مکتبۃ الدعوة السلفیۃ
مبین کارنی میاں
شائع حیدرآباد سندھ



۲۰۱۱
۱۰/۱۰/۱۱

فہرست

| | |
|----|---|
| 7 | سخنائے گفتنی از ناشر |
| 10 | تقدیم پروفیسر عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ |
| 15 | سخنے چند از پروفیسر عبد الجبار شاہر حفظہ اللہ |
| 17 | تقریظ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ |
| 24 | پیش لفظ عبد العزیز نحمدہ یوسف حفظہ اللہ |
| 32 | توحید کی اہمیت و عظمت |
| 39 | پہلی صدی ہجری |
| 40 | دوسری صدی ہجری |
| 44 | تیسری صدی ہجری |
| 49 | چوتھی صدی ہجری |
| 52 | پانچویں صدی ہجری |
| 55 | چھٹی صدی ہجری |
| 56 | ساتویں صدی ہجری |
| 57 | آٹھویں صدی ہجری |
| 63 | نویں صدی ہجری |
| 64 | دسویں صدی ہجری |
| 65 | گیارہویں صدی ہجری |

تقریر توحید

اور

تکالیف اسلامی

کی وضاحت

- 66 بارہویں صدی ہجری
- 68 تیرہویں صدی ہجری
- 69 شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات
- 70 کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ
- 74 کتاب التوحید کی شروحات
- 77 فتح الحجید کا علمی مقام
- 79 حیات امام الدعوة
- 103 چودھویں صدی ہجری
- 106 سید احسان اللہ شاہ راشدی
- 107 مولانا ثناء اللہ امرتسری
- 108 نواب صدیق حسن صاحب
- 110 حافظ عبداللہ روپڑی
- 111 مولانا محمد جونائز سی
- 111 علامہ محمد بشیر سہوانی
- 113 مولانا دین محمد وفائی
- 113 مولانا حاجی احمد طراح
- 114 سلیمان بن سحمان النجدی



WWW.KITABOSUNNAT.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخنائے گفتنی از ناشر

الحمد لله والتحيات والطيبات لله وحده، والصلاة والسلام على
رسول الله خاتم النبيين الذي لا نبي بعده۔

عقیدہ توحید اسلام کی وہ اساس ہے جس کی تعلیم و ترویج کے لیے اللہ تعالیٰ نے کم
و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نوع انسان کو ان الفاظ
میں اللہ تعالیٰ کے وحدانیت کی دعوت دی کہ:

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ مَشْرِكًا ﴾ (النساء/۴/۳۶)

”اور تم سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔“

یہ سلسلہ دعوت تائید جاری ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ورثاء نے اپنے
اوپر عائد شدہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ الہی توحید کے علم
بردار علماء میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کا نام سرفہرست ہے آپ نے مشرکانہ
عقائد و بدعات اور خرافات کے طوفان میں جس عزم صحیح اور مومنانہ عزیمت
و مجاہدانہ پامردی کے ساتھ اصلاح تجدید کا بیڑہ اٹھایا وہ سلسلہ دعوت و عزیمت کا ایک
رنگارنگ روزگار شاہکار اور تاریخ حیات اسلام کا درخشاں باب ہے۔ ان کی یہ امتیازی
حیثیت ہر جگہ نمایاں ہے کہ انہوں نے خالصتاً اپنی دعوت کی عمارت کو کتاب و سنت کی
بنیاد پر استوار کیا اور کہیں بھی اسلام کی سادہ اور بنیادی تعلیمات میں فلسفیانہ، صوفیانہ اور
متکلمانہ کج فکریوں اور خیالی آفرینوں کو در آنے کا موقع نہ دیا اور آپ نے عقیدہ توحید

عقیدہ توحید
اور
تعلیم و ترویج
کی عمارت

پر ”کتاب التوحید“ لکھ کر کفر و شرک کے ایوانان میں زلزلہ برپا کر دیا جس سے شرک و بدعت کی خود ساختہ عمارتیں لرز براندم ہو کر زمین بوس ہو گئیں اور آئمہ کفر و شرک میں صف ماتم بچھ گئی۔ مذکورہ کتاب میں شیخ صاحب نے توحید کے باہر پہلو کی وضاحت کی اور شرک کے ہر پہلو کی قرآن و سنت کی روشنی میں تردید کی اس طرح ”کتاب التوحید“ کو پذیرائی حاصل ہوئی علماء خلف نے اس کی شروحات تحریر کیں اس سلسلے میں آپ کے پوتے شیخ عبدالرحمن بن حسن الشیخ کی لکھی گئی شرح ”فتح الحجید“ سب سے زیادہ مشہور و اہم ہے۔ اس شرح کی افادیت کے پیش نظر مولانا عطاء اللہ ثاقب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور سعودی بادشاہ شاہ فیصل مرحوم کے ذاتی خرچ پر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہوئی اور شیخ العرب والعم علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے ۸۴ صفحات پر مشتمل فصیح و بلیغ مقدمہ تحریر فرمایا جس میں پہلی صدی ہجری سے لیکر رواں صدی تک علماء سلف کی توحیدی کاوشوں کی مکمل داستان ہے اس مقدمہ کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر اس کو ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ اس پوشیدہ علمی خزانے سے ہر خاص و عام مستفید ہو کر عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ راہ راست پر گامزن ہو سکے اور نبی آخر الزمان ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

اس سلسلے میں محترم پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی امیر جمعیت اہل حدیث سندھ کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر علمی مقدمہ تحریر فرما کر احقر کی ہمت افزائی فرمائی ساتھ ساتھ برادر م عبد العزیز نہریو صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ناگزیر ہے جنہوں نے بڑی جانفشانی اور احتیاط سے کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور ساتھ ہی پیش لفظ کے طور پر علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی کی توحید کے لئے کی گئی جدوجہد پر ایک علمی مقالہ لکھ کر کتاب میں اشاعت کیلئے عنایت فرمایا۔ علاوہ ازیں میں جماعت کے نامور اسکالر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے

رکن و مدیر حافظ صلاح الدین یوسف کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب پر علمی تقریظ لکھ کر بندہء ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی۔ اور پروفیسر عبد الجبار شاہ صاحب ڈائریکٹر بیت الحکمت کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب کے مواد پر نظر ثانی فرمائی۔ مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب پر ایک بصیرت افروز تعارف رقم کیا۔

اس کے ساتھ دار السلام کے رفقاء کار محترم علی حیدر صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کی محنت شاقہ کی بدولت کتاب طباعت کے قابل ہوئی۔ خصوصاً برادر محترم حافظ عبد العظیم کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے کتاب حسن طباعت سے مزین ہو کر منظر عام پر آئی۔ ((جزاهم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرة))۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے اور ہم سب کو عقیدہ توحید کو اپنانے، قرآن و سنت پر عمل کرنے اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

مٹیاری

خادم العلم والعلماء

۱۸-۱ اپریل ۲۰۰۰ء

احقر العباد

عبد الرحمن میمن

مدیر: مکتبہ دعوة السلفیہ

میمن کالونی مٹیاری - ضلع حیدر آباد سندھ

عقیدہ توحید
اور
تالیفات
کی کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وبعد!

زیر مطالعہ مختصر مگر انتہائی پر مغز اور جامع رسالہ استاذ العلماء، محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے آثار علمیہ میں سے ہے۔ جو محترم شاہ صاحب مرحوم نے ”کتاب التوحید“ کی شرح فتح الجدید کے ترجمہ بنام ”ہدایۃ المستفید“ پر بطور مقدمہ تحریر کیا تھا..... اس کتاب اور اس کے مقدمے کا موضوع نفیس توحید باری تعالیٰ ہے۔ یہ سب سے اہم اور مقدس موضوع ہے۔ کیونکہ توحید اصل دین ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی معروف حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دین اسلام کے بڑے اہم قواعد بیان فرمائے اس میں ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

((هل ادلك على رأس هذا الأمر.....؟))

”کیا تمہیں اس دین کے سر کی راہنمائی کروں؟“

پھر فرمایا:

((رأس هذا الأمر الاسلام))

”اس دین کا سر اسلام ہے۔“

جبکہ اس حدیث میں ایک روایت ان الفاظ سے بھی وارد ہوئی ہے۔

((رأس هذا الأمر شهادة ان لا اله الا الله))

”اس امر کا سر (لا اله الا الله) کی گواہی ہے۔“

یہاں دو باتیں بڑی صراحت سے سامنے آ رہی ہیں:

- (۱) اسلام اور (لا الہ الا اللہ) کی گواہی ایک ہی چیز ہیں۔
 (۲) لا الہ الا اللہ کی گواہی کو محمد رسول اللہ ﷺ نے راس دین یعنی دین کا سر یا اصل دین قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز عقیدہ توحید سے کیا۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
 الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ۱۶/۳۶)

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (الانبیاء ۲۱۰/۲۵)

چنانچہ ہر نبی کی دعوت کا نقطہ آغاز عقیدہ توحید ہے جب لوگوں نے توحید کی دعوت کو مانا تو بات مسائل و احکام تک چلی اول دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن میں بطور معلم و داعی کے بھیجتے ہوئے دعوت کی ترتیب و مراحل سے آگاہ فرمایا۔

اور اگر لوگوں نے توحید کی دعوت قبول نہیں کی تو پوری زندگی بات اس نقطہ توحید میں موقوف و مرکوز رہی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق روز قیامت، میدان محشر میں کچھ انبیاء بالکل تنہا کھڑے ہوں گے۔

توحید کی صحت درحقیقت عمل کی قبولیت کی بنیاد ہے بشرطیکہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ جبکہ عمل یا عقیدے پر شرک کا تلوث، خول وہ سوئی کی نوک کے برابر کیوں نہ ہو، ہر نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ ریاکاری سب سے چھوٹا شرک ہے اور وہ اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاکار قاری قرآن، ریاکار خلی، اور ریاکار شہید، عمل کی عظمت کے باوجود محض ریاکاری کی وجہ سے سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن کر اسی کی آگ کو بھڑکائیں گے

”اعاذنا اللہ من فتنۃ الریاء“

عقیدہ توحید
 اور
 تعلقہ
 کی

جب سب سے چھوٹے شرک کی تباہ کاری و بربادی کا یہ عالم ہے تو باقی شرک تو اس سے بڑے ہیں ان کی موجودگی کتنی خطرناک ہوگی۔

((من يشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة.....))

”جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“

شیخ محمد بن عبد الوہاب صاحب کی کتاب الموسوم بہ (کتاب التوحید) اصلاح عقیدہ کے تعلق سے روشنی کا ایک مینار ہے انہوں نے اس کتاب میں توحید خالص کو خوب نکھار کر قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین کر کے پیش کر دیا ہے جب کہ ”فتح المجید“ کے نام سے اس کی شرح نے اس کتاب کے محاسن کو مزید اجاگر کیا، اس کتاب کے اردو ترجمہ (ہدایۃ المستفید) از مولانا عطاء اللہ ثاقب صاحب پر محترم شاہ صاحب مرحوم نے یہ علمی مقدمہ تحریر فرمایا۔

اس عظیم مقدمے کو تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ شروع میں شاہ صاحب نے عقیدہ توحید کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت کے تعلق سے نفیس نکات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ شاہ صاحب نے مدلل گفتگو فرمائی ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت سے استدلال تو ہمارے شیخ محترم کا طرہٴ ایتناز ہے، رحمہ اللہ رحمة واسعة۔

اس مقدمہ کا دوسرا حصہ بڑا اہم اور منفرد و ممتاز ہے۔ اس میں شیخ محترم نے ہر دور یا ہر صدی پر علماء و محدثین کی توحید کے تعلق سے قلمی و علمی کاوشوں کی ایک تفصیلی فہرست فراہم فرمائی ہے۔ یہ شاہ صاحب مرحوم کی غزارت علمی کا ٹھوس ثبوت ہے۔

اس تفصیلی فہرست سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلف صالحین نے کس قدر توحید کا اہتمام فرمایا ہے اور واقعہ عقیدہ توحید مہتمم بالشان ہے، کیونکہ یہ اصل دین ہے، سارا دین توحید کی اساس پر ہے، تخلیق کائنات کا مقصد توحید

ہے، نظام کائنات توحید کی وجہ سے چل رہا ہے، اخروی کامیابیوں، کامرانیوں اور سعادتوں کی بنیاد توحید ہے۔ جب کہ اخروی ناکامیوں، نامرادیوں، شقاوتوں، نحوستوں اور ہلاکتوں کی وجہ عقیدہ توحید میں خلل، اضطراب یا انکار ہے۔

دین اسلام کے ہر عمل کی روح رواں توحید ہے۔ قرآن مجید کی ہر آیت توحید ہی سے مربوط و منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے کا سچا صحیح فہم عطا فرمائے۔ اس مقدمہ کا تیسرا حصہ مؤلف کتاب التوحید، مجدد ملت، عظیم مجاہد شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ واسکنہ فسخ جنانہ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے۔

اس مقدمہ کی افادیت کا تقاضہ یہی تھا کہ اسے الگ مستقل کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے، تاکہ اس کی اشاعت مزید وسیع ہو کر مزید لوگوں کی ہدایت، و اضافہ علم کا باعث بنے۔ یہ خدمت ہمارے بھائی مولانا عبدالرحمن میمن صاحب نے انجام دی ہے۔

مولانا عبدالرحمن میمن صاحب محنت، لگن اور شوق کے ساتھ شاہ صاحب کے مرحوم کے آثار عالیہ کی اشاعت پر منہمک ہیں ان کی یہ گراں قدر کوششیں گاہے بگاہے عظیم سرمایہ لوگوں تک پہنچا رہی ہے، فجزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

اللہ تعالیٰ کتاب التوحید کے مؤلف، شارح، مترجم، اور مقدمہ کے مؤلف و ناشر کو اجر جزیل عطا فرمائے اور کتاب سے کثیر خلق کو نفع پہنچائے اسی طرح اسی مقدمے کی افادیت سے کما حقہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کتب کی تالیف سے اصل ہدف و مقصد افادہ خلق ہے اس کے ذریعے کسی ایک بندے کو صحیح عقیدے کی معرفت مل جائے تو ہمارا مقصود حقیقی حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس گمراہیوں کی دلدل سسکتی اور بہکتی دنیا کو توحید کے اجالے سے منور فرمادے، جو انعم بم تک تورسانی حاصل کر چکی ہے۔ مگر اپنے پروردگار کی معرفت سے ہنوز محروم ہے۔ رب ذوالجلال کی قسم یہ ایٹمی شان و شوکت عقیدہ توحید کے بغیر راکھ کا ڈھیر ہے، اپنے رب کی توحید

عقیدہ توحید
اور
تعالیٰ علیہ السلام
کی کتاب

کو پہچان لو، اس کا صحیح اہتمام کر لو، اس نفیس زیور سے قلوب و اذہان و اعمال کو مندیٰ
و مرصع کر لو، وقت پڑنے پر وہ تمہاری لائٹوں میں ایسی طاقت پیدا فرمائے گا۔

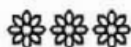
وما ذالك على الله بعزیز

واصلی واسلم علی نبیہ محمد وعلی آلہ وصحبہ واهل طاعتہ اجمعین

کتبہ:

عبداللہ ناصر رحمانی

امیر جمعیت اہل حدیث سندھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخنہ چند

دین و شریعت کا نقطہ آغاز ”توحید“ ہے۔ تمام اسرار دین اور رموز شریعت اسی ایک تصور کی تشریح و تفسیر ہیں۔ یہی باعث ہے کہ عقیدہ توحید کے ابلاغ و دعوت اور اشاعت کے لیے حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل جیسی قدسی صفات شخصیات کو اس اہم ترین ذمہ داری پر مامور کیا۔ ایک بندہ مسلم کے اعمال خیر کا اثاثہ صرف اسی صورت میں معتبر اور لائق جزا ہے جب کہ ان میں توحید کی حقیقی روح اور اخلاص موجود ہو۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مفسرین، محدثین اور علمائے سلف نے اس تصور توحید کی اہمیت و وضاحت اور دعوت کے لیے زبردست علمی اور قلمی جہاد کیا ہے۔

اس موضوع پر گذشتہ چودہ صدیوں میں سینکڑوں علمی اور تحقیقی کتابیں منصفہ شہود پر آئی ہیں مگر ان میں جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے بارہویں صدی ہجری کے امام الدعوة محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب التوحید“ کو عطا کی وہ اس سلسلہ الذہب میں انفرادیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کی ایک جامع شرح ان کے نامور پوتے شیخ عبدالرحمن بن حسن نے ”فتح المجید“ کے عنوان سے کی جس کا پہلا رد و ترجمہ مولانا عطاء اللہ ثاقب نے کیا جس پر ایک مبسوط مقدمہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے تحریر کیا ہے۔

پیش نظر کتاب ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ فتح المجید کے مشہور و معروف مقدمہ کی الگ سے ایک اختصا صی اشاعت ہے۔ اس مقدمہ یا کتاب کے فاضل مؤلف برصغیر کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس راشدی خاندان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ کی سرزمین میں جہاں انوار توحید کی

عقیدہ توحید

اور

قلمی خدمات

کی کتاب

شعاعیں سب سے پہلے برصغیر میں داخل ہوئیں، مسئلہ توحید کے اور اک اور دعوت کا مؤثر اور مستقل اسلوب اختیار کیا۔ اس کتاب کے فاضل مصنف عربی، اردو اور سندھی زبانوں میں ۱۶۰ کتب کے مصنف ہیں۔ مگر اس ار مغان علمی میں گل سرسبد کی حیثیت مسئلہ توحید کو حاصل ہے۔ یہ بات بلا خوف و تردید کہی جاسکتی ہے، کہ 'حق تعالیٰ نے اثبات توحید کے ضمن میں جن صلاحیتوں سے آپ کو نوازا تھا آپ نے پوری زندگی مقدور بھران کا بھرپور استعمال کیا۔ اسی باعث یہ کتاب شاکفین توحید کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اس کتاب کے شروع میں عقیدہ توحید کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں گذشتہ چودہ صدیوں میں ان تمام علمی کاوشوں اور دعوتی خدمات کا صدی وار احاطہ کیا گیا ہے جس سے یہ کتاب مسئلہ توحید کے خدمت گزاروں کی ایک مستقل تاریخ کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس تصنیف کے آخر میں امام الدعوة محمد بن عبد الوہاب کی دعوتی سرگرمیوں اور علمی خدمات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے۔ کتاب التوحید کی علمی فضیلت اور اس کی شرح "فتح الحجید" کی دعوتی عظمت کی تفصیلات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ انتہائے آخر میں چودھویں صدی ہجری تک مسئلہ توحید کی خدمات کے سلسلے میں ایک مبسوط تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔

"عقیدہ توحید اور علمائے سلف کی خدمات" میں دین اسلام کے اساس اور کلیدی تصور کی تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کوشش کا دینی اور دعوتی حلقوں میں ایک بصارت افروز اور بصیرت آموز پیغام کی حیثیت سے استقبال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتب عبدالرحمن میمن کی اس مساعی جیلہ کو مقبول و مشکور فرمائے آمین۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر

۲۷- اپریل ۲۰۰۰ء

ڈائریکٹر پبلک لائبریری پنجاب

بیت الحکمت ملتان روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

آیة من آیات اللہ شیخ العرب والعجم

سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر آف جھنڈا رحمہ اللہ تعالیٰ

زیر نظر کتاب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ کی علمی کاوشوں میں ایک ہے۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف و وجاہت کے علاوہ علم و فضل کی خوبیوں تفقہ اور استنباط کی بہترین صلاحیتوں، دعوت و تبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف و تالیف کے سلیقے اور نقد و تحقیق کے اعلیٰ ذوق، قوت حافظہ اور اخلاق و کردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔ ان خوبیوں نے انہیں مجموعہ صفات اور مجمع کمالات بنا دیا تھا۔ ع

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَكْبِرٍ

أَنْ يُّجْمَعَ الْعَالَمُ فِيْ وَاحِدٍ

وہ سندھ کے راشدی خاندان کے چشم و چراغ بلکہ اس کے گل سرسبد تھے جو سندھ کا ایک ممتاز خاندان ہے۔ جس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک ”پیر پگارا“ اور دوسری ”پیر جھنڈا“ کہلاتی ہے۔ اس کی ضروری تفصیل راقم اپنے اس مضمون میں بیان کر چکا ہے جو پیر محبت اللہ شاہ راشدی پر تحریر کیا تھا اور جو الا اعتصام (جلد ۷، ۴، شمارہ ۱۳) میں چھپ چکا ہے۔

پیر صاحب نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا تھا وہ تقریباً سب حنفی تھے۔ لیکن

مقتدیاں اور
تقریبات کی

اللہ تعالیٰ نے انہیں تقلیدی جمود سے محفوظ رکھا، اس میں جہاں ان کے والدین کی تربیت اور اتباع سنت کے اس ماحول نے موثر کردار ادا کیا۔ جو انہیں ان کے گھر کے اندر ملا۔ وہاں ان کے ذوق تحقیق کا بھی اس میں بہت دخل ہے۔ مبداء فیض کی کرم گسٹری نے نقد و تحقیق کا بہت اعلیٰ ذوق انہیں ودیعت کیا۔ وہ ہر بات کو خوب پرکھتے، جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے۔ ذہن اجاڑ تھا اور تفقہ و استنباط کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال، مطالعے کی وسعت اور گہرائی و گیرائی اس پر مستزاد۔ علاوہ ازیں نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول اور رجال حدیث پر بھی ان کی نظر و سنج اور گہری تھی۔ تمام ذخیرہ حدیث اور فقہ اسلامی، کھلی کتاب کی طرح، ان کے سامنے تھی۔ حتیٰ کہ مجموعہ حدیث کے قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی۔ اس لیے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالم اسلام میں وسعت مطالعہ و امعان نظر اور نقد و تحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے اعتبار سے پیر صاحب جیسے عالم، محدث اور محقق چند ایک ہی ہوں گے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ سے بھی خوب خوب نوازا تھا۔ اور اس اعتبار سے بھی ان کی شخصیت ”آیۃ من آیات اللہ“ کا مصداق تھی۔ جن لوگوں کو ان کے مواعظ و خطبات سننے کا زیادہ اتفاق ہوا ہے، وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب کا حافظہ دیکھ کر ان محدثین کا نقشہ سامنے آجاتا تھا، جن کے حفظ و ضبط کے محیر العقول واقعات ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں۔

ان کے ذوق نقد و تحقیق کی کئی علمی یادگاریں کتابوں اور تعلیقات و حواشی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں بعض مطبوعہ ہیں اور بعض غیر مطبوعہ۔ ان سے ان کی حدیث و فقہ میں مہارت کا، علل حدیث اور اسماء الرجال سے گہری واقفیت کا اور قوت استدلال و ملکہ استنباط و استخراج کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ان کی لائبریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے، اس میں حدیث و فقہ، اصول حدیث و اصول فقہ، اسماء الرجال، تفسیر اور تاریخ و سیر سے متعلقہ

بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔ پوری دنیا سے محققین، اہل علم و اہل قلم اس لائبریری سے استفادے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

ان کا اپنا ایک مدرسہ بھی تھا۔ جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ان کی اپنی عظیم شخصیت کی وجہ سے بعض عرب ممالک کے طلباء بھی ان سے استفادے اور ان کے خوان علم کی ریزہ چینی کے لیے ان کے پاس آتے اور کئی کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے۔ ان کے سرچشمہ علم سے فیض یاب ہوتے۔ آج سے ۱۵-۱۶ سال قبل حضرت پیر صاحب سندھ سے ہجرت کر کے مکہ المکرمہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح کئی سال حرم مقدس میں قرآن و حدیث کا درس دیا اور وہاں ہزاروں تشنگان علم آپ سے سیراب ہوئے، جن میں سعودی، یمنی، مصری و شامی اور افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء و اصحاب علم شامل ہیں۔ اسی لیے آپ بجا طور پر شیخ العرب والعجم کے لقب جلیل سے ملقب ہوئے۔ غفر اللہ لہ۔

حدیث و فقہ کے علاوہ قرآن کریم کے ساتھ بھی آپ کا تعلق نہایت گہرا اور والہانہ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت نہایت پرسوز آواز میں فرماتے، جو والہانہ پن کی غماز بھی ہوتی اور وجد آفرین بھی۔ اسی طرح قرآن کریم کے حقائق و معارف اور لطائف پر بھی آپ کی نظر تھی۔ قدیم و جدید تمام تفاسیر سے آپ آگاہ تھے۔ قرآن کے نام پر جو گمراہیاں لوگ پھیلاتے ہیں، ان سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر کا بیڑا اٹھایا، تاکہ ایک صحیح سلفی تفسیر مرتب ہو اور اس میں فکری گمراہیوں کی مدلل تردید بھی ہو۔ اس کی آٹھ جلدیں بدیع التفسیر کے نام سے چھپ بھی چکی ہیں۔ لیکن ابھی یہ نصف قرآن تک بھی نہیں پہنچی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ پیر صاحب کہاں تک لکھ چکے تھے۔ یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو اپنی مثال آپ ہوتی۔ پیر صاحب کا خیال تھا کہ اس تفسیر کو وہ خود عربی میں منتقل کریں گے اور پھر کسی سے اردو ترجمہ بھی کروائیں گے لیکن، ماشاء اللہ کان و مالہ یشالہ

تعمیر و تجدید
اور
تعمیر و تجدید
کی نصیحت

یکن۔ وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔

پیر صاحب کی مادری زبان تو سندھی تھی، لیکن عربی زبان پر بھی پورا عبور تھا، اور اس میں انشاء کا ملکہ بھی حاصل، چنانچہ عربی میں بھی آپ نے متعدد کتابیں یا تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے ہیں، جنہیں شائع کرنے کی شدید ضرورت ہے، اسی طرح قومی زبان اردو میں بھی آپ کو خوب دسترس تھی، یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں آپ کی کتابیں موجود ہیں، سندھی، اردو اور عربی میں۔ بیک وقت کئی زبانوں پر عبور اور انشاء و بیان کی استعداد و صلاحیت بھی بہت کم اہل علم و اہل کمال کو حاصل ہوتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اونچے درجے کے اہل علم و تحقیق، اصحاب درس و افتاء، مفسر و محدث اور مصنف و مؤلف، دعوت و تبلیغ کے محاذ پر زیادہ سرگرم ہوتے ہیں اور نہ اس کی استعداد و صلاحیت سے بہرہ ور ہی، لیکن حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی ایک انفرادی شان یہ بھی تھی کہ جہاں وہ ایک عظیم محقق، بے مثال محدث، مایہ ناز مفسر اور نامور مصنف و مؤلف تھے۔ وہاں وہ ایک عظیم مبلغ اور داعی کبیر بھی تھے۔ فرق باطلہ کے لیے وہ ایک گرز ابرز شکن اور شرک و بدعت کی تردید میں ایک سیف برہنہ اور مسلک حقہ کے اثبات اور توحید الہی کی توضیح کے لیے حجت قاطع، برہان ساطع اور قندیل ربانی تھے۔ ایک طرف وہ بزم افتاء و تدریس کے صدر نشین تھے تو دوسری طرف تبلیغی اجتماعات اور دعوتی کانفرنسوں کی رونق اور روح رواں۔ ایسے عوامی اجتماعات میں بھی ان کی تقریریں جوش و ولولے کی مظہر، قرآن و حدیث کے دلائل

۱۔ یہ تفسیر سورۃ النحل تک یعنی تیرہ پارے مکمل ہو چکی تھی جو تقریباً بارہ جلدوں میں متوقع ہے جس میں ایک جلد مقدمۃ التفسیر جو کہ تقریباً ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور باقی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہے۔

۲۔ یہ کام خود شاہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔ مقدمۃ التفسیر اور پہلی جلد جو کہ سورۃ الفاتحہ پر مشتمل بھی دو تہائی حصہ مکمل کر چکے تھے۔

سے مزین اور زبان و بیان اور استدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں۔ گویا بیان اور استدلال کا بحر تلاطم خیز موجزن ہوتا جس میں فریق مخالف کے دلائل خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے۔ قرآن وحدیث کی ایسی روشنی ہوتی جس سے شرک و بدعت کی تاریکیاں دور ہو جاتیں اور حقائق و معارف کا ایک دریا ہو تا جو سامعین کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا۔ ایک عوامی مقرر، شعلہ بیان خطیب اور سحر انگیز واعظ کی حیثیت سے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن، ان کے محبوب راہنما اور عظیم قائد تھے۔ اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ایک مینارۂ نور تھے، الحاد و زندقہ کے جھکڑوں میں ایمان کی باہ بہاری تھے اور قافلہ حق کے سالار اور حدی خواں تھے۔ لاکھوں اہل توحیدان کے ایمان افروز خطاب سے اپنے دلوں کی کشت ویراں کو سیراب کرتے تھے۔ ہزاروں اہل شرک و بدعت کو ان کی تقریروں سے توحید و سنت کی روشنی نصیب ہوئی۔ اور بہت سے گم گشتگان ضلالت کو ہدایت کی صراط مستقیم اختیار کرنے کی سعادت ملی۔

ان کی وفات سے بزم تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی، تبلیغ و دعوت کی رزم گاہیں بھی اجڑ گئی ہیں۔ افتاء و تدریس کی مسند ہی اپنے صدر نشین سے محفوم نہیں ہوئی۔ وعظ و خطابت کی مجلسوں کو گرمانے والا بھی چلا گیا۔ علمی محفلوں کو آباد کرنے والا ہی راہی ملک عدم نہیں ہوا۔ مساجد و مدارس کے اجتماعات بھی بے رونق ہو گئے، سچ ہے ۔

وَمَا كَانَ قَيْسَ هَلَكَةَ هَلِكِ وَاحِدٍ

وَلَكِنَّهُ بِنَبِيٍّ قَوْمٍ تَهْتَمُوا

ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں روز بروز پیدا نہیں ہوتیں، ماہ و سال کی ہزاروں گردشوں کے بعد ہی پردہ عدم سے نکل کر سامنے آتی ہیں۔ وہ یقیناً اس اردو شعر کا بھی صحیح مصداق تھے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تقدیر توحید
اور
تلاش حقیقت
کی عمارت

اور اس فارسی شعر کا بھی اطلاق ان پر ہوتا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات

تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ، اخلاق و کردار کی بھی بلندیوں پر فائز تھے ان کی زبان اپنے ہم عصروں کی غیبت اور بد گوئی سے پاک تھی۔ ان کا دل حسد، بغض و عناد اور تکبر کی آلائشوں سے صاف تھا۔ مزاج و طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی۔ اہل علم و فضل کے قدر دان اور چھوٹوں پر رحم و شفقت فرمانے والے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے بڑے تپاک، محبت اور سرگرمی سے ملتے۔ حق گوئی اور صاف گوئی میں کوئی رورعایت نہیں کرتے۔ زہر ہلاہل کو انہوں نے کبھی قند نہیں کہا۔ اور اس معاملے میں وہ اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کی قطعاً پروا نہ کرتے۔ جماعت کی دھڑے بندی سے وہ سخت ملول اور رنجیدہ رہتے تھے۔ اسی لیے وہ کسی ایک دھڑے کے ساتھ وابستہ رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جو بھی ان کو بلاتا وہ حاضر ہو جاتے۔ اور دھڑوں کے مفادات سے بالا ہو کر مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینے اور کلمہ حق کی ادائیگی اور اس کی پشتیبانی کرتے۔

حضرت الاستاذ مولانا عطاء اللہ حنیف نور اللہ مرقدہ سے وہ خصوصی ربط و تعلق اور ارادت رکھتے تھے۔ حضرت الاستاذ کی بھی حضرت پیر صاحب کی طرح حدیث و رجال پر گہری نظر تھی اور مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا اور کتب خانہ بھی وسیع تر۔ علاوہ ازیں مسلک سلف سے گہری وابستگی اور اس کی نشر و اشاعت کا جذبہ بھی دونوں کے درمیان قدر مشترک تھا۔ حضرت الاستاذ بھی حضرت پیر صاحب اور ان کے برادر اکبر پیر محبت اللہ شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ دونوں سے ان کے علم و فضل اور مذکورہ اقدار مشترکہ کی وجہ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ غفر اللہ لہم۔

حضرت پیر صاحب راقم پر بھی شفقت فرماتے تھے اور راقم کے مضامین پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ اگست ۱۹۹۴ء کے اوائل میں، جب ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوا

تھا۔ اور پیر صاحب اپنے کالی موری (حیدر آباد) والے مکان پر تشریف فرما تھے، راقم اپنے محبت و مشفق جناب عبدالکبیر گزور کی معیت میں مزاج چرسی اور زیارت کے لیے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو ”الاعتصام“ سے علیحدگی پر بعض اور اہل علم کی طرح اپنے رنج و ملال کا اظہار فرمایا۔ یہ راقم کی ان سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ آہ! کیا معلوم تھا کہ یہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ سے آخری ملاقات ہے۔

جنوری ۱۹۹۵ء (۱۳۱۵ھ) میں سید محبت اللہ شاہ راشدی صاحب اللواء الساوس کے انتقال پر ملال کا سانحہ عظیمہ پیش آیا تھا اور پورے ایک سال کے بعد یعنی جنوری ۱۹۹۶ء میں ان کے برادر اصغر سید بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا بھی راہی ملک بقاء ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ و له ما اعطی و لا نقول الا ما یرضی بہ ربنا تبارک و تعالیٰ۔

ع خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

بہر حال ان کی وفات سے علم و فکر کی دنیا میں اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں جو زبردست خلا پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کے پر ہونے کی امید نہیں۔ جماعت ایک عظیم علمی سرمائے سے محروم ہو گئی ہے جس پر مد توں کیا جاتا ہے گا۔ صحرائے علم کے مجنوں کا، مسلک سلف کے بے باک ترجمان اور پاسبان کا، نقد و نظر کے بادشاہ کا، حدیث و تفسیر کے امام کا، ایک مفکر و متکلم اسلام کا۔ پیکر تقویٰ و عمل کا، حسن اخلاق و کردار کے مرقع جمیل کا اور ایک عظیم مبلغ و داعی کبیر کا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

غفر اللہ له و ارحمه رحمة واسعة

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ

مدیر: شعبہ تحقیق و تصنیف دار السلام، لاہور

تقریر و ترویج
اور
تالیفات
کی خدمات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی اشرف الانبیاء
والمرسلین اما بعد،

عقیدہ توحید پر امام الدعوة شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکتہ الآراء تصنیف ”کتاب التوحید“ کی جامع شرح ”فتح المجید“ جو آپ کے پوتے شیخ عبد الرحمن بن حسن نے لکھی تھی مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس ادارہ ”انصار السنۃ الحمدیہ لاہور“ نے اس کا اردو ترجمہ بنام ”ہدایۃ المستفید“ کیا اور حرم شریف میں بیٹھ کر علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کو پورا ترجمہ سنایا اور تصحیح کروائی ان کی فرمائش پر شاہ صاحب مرحوم نے اس پر ایک مفصل مدلل اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا۔ اسی مقدمہ کی وجہ سے ”ہدایۃ المستفید“ کی افادیت اور مقبولیت دو بالا ہو گئی اور خادم حرمین شریفین شاہ فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی خرچہ پر یہ کتاب دو جلدوں میں چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم ہو چکی ہے۔

یہ مقدمہ گویا کہ ایک تاریخ ہے۔ جس میں شاہ صاحب مرحوم نے پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے نامور علماء و محدثین کی عقیدہ توحید کے مختلف پہلوؤں پر لکھی گئی تصنیفات کا مختصر تذکرہ اور جائزہ پیش کیا ہے، اس لئے اسکی اہمیت و افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے کسی ہندوستانی تلمیذ رشید نے اس مقدمہ کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو الجامعۃ السلفیۃ بنارس الہند کے ماہنامہ عربی رسالہ ”مجلة الجامعة السلفية“ میں ماہ مئی ۱۹۹۲ء سے دسمبر ۱۹۹۲ء تک مسلسل آٹھ قسطوں میں ”اہمیت التوحید فی الاسلام“ کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔

ہمارے مخلص دوست محترم مولانا عبد الرحمن میمن صاحب نے مکتبہ الدعوة

السلفیہ شیاری کی طرف سے اپنی بساط کے مطابق ہمارے مربی و محبوب رہنما علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے ہدایۃ المستفید کے مقدمہ کو الگ کتابی صورت میں ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ کے عنوان سے اشاعت اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دعوت توحید کے سلسلے میں شاہ صاحب کی تحریری کاوشوں کا مختصر تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مرحوم شاہ صاحب نے عربی، اردو، سندھی میں ۱۶۰ کے قریب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن میں آپ کی شاہکار سندھی تصنیف قرآن کریم کی تفسیر ”بدیع التفسیر“ ہے۔ آپ کی سب سے بڑی تمنا اس تفسیر کی تکمیل تھی لیکن زندگی نے وفات کی اور آپ تیرہ پاروں کی تفسیر مکمل کر سکے تھے۔ سندھی کے ساتھ آپ نے عرب دو ستوں اور شاگردوں کے اصرار پر اسکا عربی ترجمہ کیا تھا اور ۴۳۳ صفحات پر مشتمل ”مقدمہ التفسیر“ کا عربی ترجمہ مکمل کر لیا تھا اور تفسیر کی جلد اول ”احسن الخطاب فی تفسیر ام الكتاب“ کے دو تھائی حصہ کا ترجمہ کر سکے تھے اردو داں طبقہ کے شدید اصرار پر تفسیر کا اردو ترجمہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا کرے جو بقیہ تفسیر کو اسی سچ اور طرز پر مکمل کرے اور عربی و اردو ترجمہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچے آمین۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

(۱) بدیع التفسیر

یہ تفسیر عقیدہ توحید کے ہر پہلو اور ہر گوشہ پر مفصل مواد اور تحقیق کا پیش بہا خزانہ ہے۔

(۲) علاوہ ازیں آپ نے قرآن مجید کی ایک اور عربی تفسیر بنام

”تفسیر القرآن الکریم المسمیٰ بالاستنباط العجیب فی اثبات التوحید من جمیع آیات الكتاب العجیب“ شروع کی تھی جو ابتداء سے سورۃ اعراف کے رکوع ۲۲ کی آیت

عقیدہ توحید
اور
تفسیر قرآن
کی وضاحت

وكذلك نفصل الآيات ولعلمهم يرجعون تک لکھی ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی انتہائی مختصر تفسیر ہے اس کی ہر آیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کو ثابت کیا گیا ہے، قارئین کی دلچسپی کیلئے اسکی بعض عبارات پیش کی جاتی ہیں:

” الحمد لله الذی لم يتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا“

”واتخذوا من دونه الهة لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوة ولا نشورا“ ونزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیرا“ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا“ ان هذا القرآن یرہدی للتی هی اقوم ویبشر الذین یعملون الصالحات أن لهم اجرا کبیرا“ الذین لا یدعون مع الله الهة آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق اثاما“ یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیہ مهانا“ الذین قالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا اذا“ تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا“ واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تأمرنا وزادهم نفورا“ مالهم به من علم ولا لایانهم کبرت کلمة تخرج من افواہهم ان یقولون الا کذبا“ فمن اظلم ممن افتری علی الله کذبا“ وانه لکتاب عزیز لایاتیہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ وکتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر“ الاتعبدوا الا الله اننی لکم منه نذیر وبشیر“

ومن معجزاته انه لیست فیہ آية الا وهی تدل علی ثبوت التوحید فالهمنی الله الودود ذوالعرش المجید، ان اکتب تفسیراً حافلاً، یشفی الغلیل شفاء کاملاً، فشرعت فیہ وعلیه توکلت وعلیه فلیتوکل

المؤمنون۔ لعلمهم يرشدون۔ وسميته "بالاستنباط العجيب في اثبات التوحيد من جميع آيات الكتاب النجيب"، واللّه تعالى أسأل ان ينفع به الاولاد والإخوان والاحباب والاخلان وان يجعله خالصاً لوجه الكريم انه تعالى جواد برؤوف الرحيم۔

نیز تفسیر کا قطعہ ملاحظہ ہو:

"بسم اللّٰه الذی له الأسماء الحسنی الرحمن الرحیم ومن رحمہ أنه علمنا التوحيد لقوله تعالى ولو لا فضل اللّٰه علیکم ورحمته ما زکی منکم من أحدکم انا اللّٰه اعلم كما مر اللّٰه لا اله الا هو الحی القيوم قیوم الخلاق وهو الذی نزل علیک ایها الرسول الداعی عباد اللّٰه الی توحیده الکتاب الذی احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر الاتعبدوا الا اللّٰه با لحق لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه فلا یقاس علیه کلام المخلوق لقوله تعالى قل هل یتسوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون او معناه مع الأحکام الحقة واعلاها التوحيد لقوله تعالى ذلك بأن اللّٰه هو الحق وان ما یدعون من دونه هو الباطل وقوله له دعوة الحق والذین یدعون من دونه لا یتستجیونه بشئ الا کبسط کفیه

الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه ومادعاء الکافرین الا فی ضلال حال کون ذلك مصداقاً لما بین یدیه من الکتاب السابقة وأنزل التوراة والانجیل وهما من الکتاب السابقة نزلاً لتعليم الناس وتوحيد ربهم لقوله تعالى من قبل هدی للناس یهدیانهم طریق التوحيد لقوله تعالى ومن اضل ممن یدعو من دون اللّٰه وانزل الفرقان الفارق بین التوحيد والشرك كما مر إن الذین کفرو بآیات اللّٰه الدالة علی وحدانیته لهم عذاب شدید واللّٰه عزیز ذو انتقام فیتقم ممن اشرك معه لقوله تعالى انا من المجرمین متقمون مع قوله تعالى انا كذلك نفعل بالمجرمین انهم كانوا اذا قیل لهم لا اله الا اللّٰه یستکبرون وهؤلاء اهل الشرك یظنون اللّٰه لا یطلع علی احوالهم ولكن ان اللّٰه لا یخفی علیه شیء فی الارض ولا فی

عقیدت التوحید
ارد
قالی
کونتم

السماء۔

- (۳) کتاب التوحید (عربی)
 عقیدہ توحید اور اس کے مسائل پر یہ مختصر کتاب ہے۔
- (۴) آپ نے امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کی ”کتاب التوحید صغیر“ کی تخریج و شرح لکھی ہے۔

- (۵) شهادة الاحناف فی مسئله علم الغیب علی سبیل الانصاف (عربی)
 اس میں آپ نے علماء احناف کی عبارات سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہے۔ نبی ﷺ کو علم غیب نہیں تھا اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

- (۶) وصول الالہام لاصول الاسلام (عربی)
 اسلام کے بنیادی اصولوں پر لکھی گئی یہ کتاب غیر منقوٹ ہے جو عربی زبان و ادب پر آپ کے عبور اور مہارت تامہ کی بین دلیل ہے۔
- مصر کے مشہور محقق عالم ڈاکٹر محمود محمد عبد اللہ مصری نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ”اللغة العربية فی پاکستان“ کے عنوان سے پی، ایچ، ڈی، کیلئے مقالہ تحریر کیا ہے جسے وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد نے شائع کیا ہے اس کے ص ۳۶ پر لکھتے ہیں:

وصول الالہام لاصول الاسلام الفہ ابو محمد بدیع الدین شاہ ہذا
 الكتاب علی طريقة سواطع الالہام للفیضی الاانہ یختلف عنہ من حیث
 المضمون والمادة فسواطع الالہام كما ذكرنا عبارة عن تفسیر القرآن
 الکریم اما وصول الالہام فهو يتعلق بالعقیدة كما یظهر من عنوان
 الكتاب وصول الالہام لاصول الاسلام ولذلك نری انہ بدأ الكتاب
 باساس الاسلام واصول الخمسة ثم اورد عدة اصول واحکام تتعلق
 بالدين الاسلامی الحنیف قد حث الرسول ﷺ علی اتباعها والعمل بها

ونريد ان نوجه عناية القارى الكريم ان المؤلف استخدم الحروف المهملة فى تاليف هذا الكتاب (الصنعة المهملة) بدأه بمقدمة صدرها بقصيدة شعرية من نفس الصفة وسوف نقتطف بعض النماذج من هذا العمل حتى يقف القارى على ما وصلت اليه العقلية الهندية الباكستانية التى شغفت بكل نادر وفريد.

نموذمه ملاحظه هو:

”اسم الله العلام اول كل مرام و كلام محامد المحمود لاحد لها ولا عد و محاكم كلامه لاردلها ولا سد هو الواحد الاوحد الأحد الملك السلام الحكم العدل الصمد مالك الملك له الطول والحوول وحارس الحرس له الدول والأول امسك السماء وركد الرمكاء ، وامطر المسل ورعرع الدوح والحمل وكور الساطع والسواد ودور اللوامع ووطد الأوطاد وصور الأسود والأحمر والأدلس والاسحم والأسمر والههم ام الكلام وعلم اصول الاسلام“

ڈاکٹر محمود مصرى وصول الالہام کی عبارت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

” ونكتفى بعرض النماذج من الكتاب الذى لايجد فيه القارى سوى اعمال الصنعة الأدبية والمهارة اللغوية حيث استعمل المؤلف الحروف المهملة وحافظ على ذلك النسق الى نهاية الكتاب بمهارة واعجاب“

(۷) توحید ربانی یعنی سچی مسلمانی (سندھی)

یہ کتاب سندھی زبان میں مسئلہ توحید پر چار حصوں اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

(۸) توحید خالص (اردو)

عقیدہ توحید پر ۶۲۳ صفحات پر مشتمل آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو آپ نے محمد یاسین قمر ملتان والے کے دو سوالوں کے جواب میں لکھی ہے۔ اس لئے

عقیدہ توحید
اور
توحید خالص
کی وضاحت

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں ۴۴ قرآنی آیات سے ۲۸ طریقوں سے اور ۱۵۰ احادیث سے ۲۰ طریقوں سے استدلال کر کے ثابت کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور بائن عن الخلق ہے اس کے ساتھ وحدۃ الوجود کے قائلین کے دلائل کا بھی تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے۔

دوسرے حصے میں دعا کا صحیح تصور، اس کا صحیح طریقہ غیر اللہ کو پکارنے کی سخت ممانعت اور مروجہ وسیلہ کی تردید بڑی تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے۔

(۹) قادیانی و جھنڈائی خاندان "بینہما بروز لا بیغان" (سندھی)

قادیانیوں نے "فیصلہ آسمانی" کے نام سے ایک پمفلٹ لکھ کر سندھ میں یہ بات پھیلائی تھی کہ علامہ سید رشید الدین شاہ راشدی (شاہ صاحب کے پردادا) کو کشف والہام کے ذریعے مرزا غلام احمد کی سچائی کا علم ہوا تھا ان ہی ایام میں اس بہتان و افتراء کی تردید میں شاہ صاحب کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی نے مولانا دین محمد وفائی کے رسالہ ماہنامہ "توحید" کے شمارہ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء میں مضمون لکھا تھا اسکے بعد علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "القواطع الرحمانیۃ لافتراء الفرقتہ القادیانیۃ" لکھ کر شائع کرایا، نیز شاہ صاحب نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مرزائیوں کے اس افتراء کا پردہ چاک کر دیا۔

الغرض آپ نے سر زمین سندھ سے شرک و بدعت اور پیری مریدی وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے سلسلہ میں زبان و قلم سے جہاد کر کے توحید کا علم بلند کیا، برصغیر کے علاوہ عرب ممالک اور یورپ و امریکا تک آپ کے ہزاروں شاگرد اس سلسلہ کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

ماضی قریب میں آپ کی ہم عصر جو نامور ہستیاں ہم سے جدا ہو چکی ہیں ان میں عظیم محدث و داعی شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز، محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین

الالبانی، رئیس المکتبین علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی، علامہ شیخ تقی الدین ہلالی، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری، علامہ احسان الہی ظہیر شہید، شیخ عبد القادر بن حبیب اللہ سندھی، شیخ عمر فلاتہ، مولانا حافظ محمد عمر جوئیہ پٹوٹھائی، مترجم مشکوٰۃ قابل ذکر ہیں۔ ہر ایک شخصیت علم و عمل، تحریر و تقریر اور دعوت توحید کی اشاعت و ترویج کے میدان میں شہسوار کادر چہرہ رکھتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے ان کے درجات بلند کرے، اور اس قحط الرجال کے دور میں ان کے سچے خلف پیدا کرے تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم و دائم رہے آمین۔

والسلام

عبد العزیز نہہریو

(کاتب، سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ)

انچارج، مکتبہ راشدیہ، آزاد پیر، جھنڈونیو سعید آباد، سندھ

عقیدت توحید
اور
تعمیر حقیقی
کی عمارت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَلَا عُذْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَكْمَعِينَ۔

اما بعد!

توحید باری تعالیٰ ہی ایسا مسئلہ ہے جسے سمجھانے کے لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام
کی بعثت ہوئی جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ۱۶/۳۶)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو
خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔“

اس دعوت کو عام کرنے کے لئے کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور سب سے آخری
رسول محمد رسول اللہ ﷺ پر آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوا جس کا مقصد وحید بھی یہی
تھا کہ دعوت توحید کو پھیلایا اور عام کیا جائے۔

ارشاد ہے:

﴿ هَذَا بَلَّغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ ۚ وَليَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهُهُ وَوَحْدُ
وَلِيَذْكُرُوا أَنَّهُمُ الْوَالِدُونَ ﴾ (ابراہیم ۱۴/۵۲)

”یہ پیغام ہے سب انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا ہے اس لئے کہ ان کو اس
کے ذریعہ سے خبردار کر دیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس
ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں۔“

بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت سے صراحتاً یا کنایہ توحید ہی کا اثبات ہوتا

ہے۔ یہی بات ہم سے قبل شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”کلمہ طیبہ“ میں کہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي لَكُرْبَنُكَ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ ﴾ (ہود ۱/۱۱-۲)

یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم نہ بندگی کرو مگر صرف اللہ کی میں اس کی طرف سے خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جو بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا اس کا سبب بھی دعوت توحید تھی۔
فرمان الہی ہے:

﴿ كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مُجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ ﴾ (الذاریات ۵۱/۵۲)

”یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔“

﴿ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿١٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا ءَاخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ ﴾ (الحجر ۱۵-۱۶)

تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں۔ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

﴿ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٨﴾ ﴾ (البروج ۸/۸۵)

اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس

تفسیر توحید
اور
تاریخ
کی حکمت

خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔
 ﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا
 اللَّهُ﴾ (الحج ۲۲/۴۰)

”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر
 کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔“

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ
 رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾
 (المؤمن ۴۸/۲۸)

”اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک مؤمن شخص جو اپنا ایمان چھپائے
 ہوئے تھا بول اٹھا، کیا تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کرو گے کہ وہ کہتا
 ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری
 طرف بینات لے آیا۔“

یہی سلوک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روار کھا گیا، ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا سٰحِرٌ كٰذِبٌ ﴿١﴾ اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا
 اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ﴿٢﴾ وَاَنْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنْ اٰمَسُوا وَاَصْبِرُوا عَلٰى
 ءَالِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُرٰدُ ﴿٣﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنَّ
 هٰذَا اِلَّا اٰخِلَاقٌ ﴿٧﴾﴾ (ص ۳۸/۴-۷)

”منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے کیا اس نے سارے خداؤں
 کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے سرداران قوم یہ
 کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر، یہ بات
 تو کسی اور غرض سے کہی جا رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں
 کسی سے نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات۔“

رسول اللہ ﷺ کو مخالفین کی طرف سے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جیسے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَسُبُّكَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَسْمَعْتُمْ مِنْ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى
كَثِيراً ﴾ (آل عمران ۱۸۶/۳)

”مسلمانو! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں آکر رہیں گی اور تم اہل
کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔“

متعدد مقامات پر لڑائیاں ہوئیں، کم و بیش نو برس کے عرصہ میں چوبیس
لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے، بدر، احد حنین، اور تبوک
وغیرہ معرکے توحید الہی کے قیام کے لئے ہوئے۔
ارشاد الہی ہے:

﴿ وَقَالُوا لَهُمْ حَقٌّ لَا تُكُونُ فِتْنَةً وَيَكُونَ الَّذِينَ
كَلُمُوا لِلَّهِ ﴾ (الأنفال ۸/۳۹)

”ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور
دین پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔“

کئی دور میں مشرکین کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو کئی قسم کی اذیتیں برداشت
کرنا پڑیں، مثلاً بدزبانی، استہزاء، مار پیٹ اور ترک موالات، پھر شعب ابی طالب میں
قید کے دن گزارنا، آخر مجبور ہو کر ہجرت کرنا پڑی اور مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا:

((وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَلَوْ لَأَنْتَى
أُخْرِجَتْ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ)) (ترمذی کتاب المناقب۔ باب فی فضل مکہ،

ابن ماجہ کتاب المناسک باب فی فضل مکہ)

”بخدا تو اللہ کی بہترین سر زمین ہے اور اللہ کی ہر سو پھیلی ہوئی تمام زمین
میں سے اس کی محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تجھ سے نکال نہ دیا جاتا تو میں
بالکل نہ نکلتا۔“

تقیہ توحید
اور
تلاوت قرآن
کی عادت

ان سب تکلیفوں کی محرک اول دعوتِ توحید تھی اور جب کہیں آپ ﷺ نے کوئی مبلغ بھیجا تو اس کو بھی اسی مسئلہ کی طرف دعوت دینے کے لئے حکم فرمایا، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرماتے ہیں:

((أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُؤْحَدُوا اللَّهَ تَعَالَى)) (بخاری) کتاب

التوحيد۔ باب ماجاء دعاء النبي ﷺ اتمه إلى التوحيد لله تبارك وتعالى۔

”تم ان کو سب سے پہلی دعوت یہ دو کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں۔“

کیونکہ تمام اعمال کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٦﴾﴾ (الزمر ۳۹/۶۵)

”تمہاری طرف اور تم سے پہلے گذرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی

بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم

خسارے میں رہو گے۔“

بلکہ توحید ہی سے عمل صالح کی طرف رغبت ہوتی ہے، کیونکہ ایک اللہ پر

ایمان رکھنے سے دوسروں کا خوف دل سے نکل جاتا ہے اور جن سے امیدیں وابستہ تھیں

وہ ختم ہو جاتی ہیں، پھر یہ دو وجہیں رجا، خوف، عمل صالح کے لئے دل میں رغبت اور

میلان پیدا کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہیں جانتے جس طرح کہ خود

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے رسول مقبول ﷺ کی زبانی اپنی شان بیان فرمائی

ہے، وہ دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی

طرح غیر اللہ کو مددگار یا مشکل کشا جاننے والے، یا ان کے توکل سے نجات یا حاجت

روائی یا امراض سے شفا حاصل کرنے کا عقیدہ رکھنے والے اللہ تعالیٰ سے بالکل بے

خوف ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے بناوٹی معبودوں یا وسیلوں کا خیال رہتا ہے وہ ان ہی کی بددعا

سے ڈرتے اور ان کی سفارش کے امیدوار رہتے ہیں۔ اسی طرح ان کے لئے گناہوں اور

برائیوں کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور ان کے پاؤں راہ حق سے پھسلتے رہتے ہیں۔ توحید ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی بدولت ایک مومن نیکی، عمل صالح، اخلاق حسنة، ایمان داری اور راست بازی پر قائم رہ سکتا ہے۔
اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِرْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

”اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔“

﴿وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾ (لقمان: ۲۲)

”جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملاً وہ نیک ہو اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا۔“
بلکہ اسی توحید سے انسانیت کا نظام برقرار رہ سکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَمَرَ آلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الَّذِينَ الْفَقِيمُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (یوسف: ۴۰)

”اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیکہ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“
اور اسی سے امت کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رہتا ہے۔
اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ (الشوریٰ: ۱۳/۴۲)

حقیقۃ توحید
اور
تلاشِ حقیقۃ
کی

”اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے۔“
توحید ہی کی بدولت آپس میں گڑھے ہوئے دل ملیں گے، بغض، حسد اور کینہ سے صاف ہوں گے۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُوكُمْ وَمَا نَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ ﴾

(الممتحنہ ۶۰/۴)

”تم لوگوں کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا، ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے، جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعاً بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور پیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔“

توحید کی طرف دعوت دینا رسول اللہ ﷺ کے تبعین کا شیوہ ہے۔ جو کہ دعوت و تبلیغ میں ان کے سچے جانشین ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحٰنَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ (یوسف ۱۰۸/۱۲)

”آپ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف

باتا ہوں۔ میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں، اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔“

توحید کی حقانیت جب لوگوں کے دلوں میں بیٹھنے لگی تو ہر آنے والی مصیبت ان کے لئے سہل ہونے لگی۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا گرم پتھروں اور کونوں پر احد احد پکارنا، خبیب جہنی رضی اللہ عنہ کا شہادت سے قبل دو رکعت پڑھنے کی اجازت طلب کرنا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بوقت وفات شہادت کی حسرت میں رونا، حالانکہ ان کے جسم کا ہر حصہ اللہ کی راہ میں دشمن کے وار کا نشانہ بن چکا تھا، اسی طرح غزوہ تبوک میں مالی و معاشی مشکلات پر صبر و استقامت سے رہنا نیز صحابیات کا اپنے بیٹوں کی شہادت پر صبر کرنا بلکہ خوش ہونا اور اس قسم کے بے شمار واقعات جو تاریخ اسلام کے شاہ کار ہیں۔ سب اس حقیقت پر دلالت کناں ہیں کہ وہ توحید کو دل کی گہرائیوں سے جان چکے تھے، اور اس کی عاقبت محمودہ پر ایمان رکھتے تھے، یہی وہ حلاوة الایمان ہے جس کا ذکر صحیحین کی روایت میں موجود ہے کہ وہی شخص ایمان کی نعمت پاسکتا ہے جو تین صفات کا حامل ہو ان میں سے ایک صفت یہ ہے:

((وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يُعَوِّدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَدِّفَ فِي النَّارِ)) (مسلم - کتاب الایمان باب بیان حصول الخ)

”جب اللہ نے اس کو کفر کی حالت سے نکال دیا تو وہ اس میں دوبارہ جانے کو اسی طرح برا سمجھے جس طرح کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔“

پہلی صدی ہجری

زمانہ نبوت کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہی حال رہا کہ توحید کو زبانِ قلم اور تلوار سے دور دور تک پھیلایا، مشرکین کی کئی ریاستیں فتح کیں اور وہاں

اسلام کا جھنڈا گاڑ کر توحید الہی کو چمکایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک علمائے حق کا یہی طریقہ رہا ہے۔

((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)) (مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین) بخاری کتاب المناقب، باب سوال المشركين الخ۔ رقم الحديث ۳۶۴۱۔ جلد ۴۔ ۱۱۲۱ (بیروت)

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا جو انہیں ذلیل کرتے ہیں اور ان کی مخالفت کے درپے ہیں وہ انہیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے فیصلہ کن وقت آجائے اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔“

جہاں کہیں توحید کے دشمنوں نے سر اٹھایا تو اہل توحید نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا توحید کے ایک ایک جزئی نگہداشت اور حفاظت کی۔

دوسری صدی ہجری

فتنہ خلق قرآن توحید پر ایک زبردست وار تھا، اس وقت اس مسئلہ کو ایسا مشکل بنا کر پیش کیا گیا کہ کم علم والے اس کو سمجھ نہ سکے، ان کا خلاصہ استدلال یہ تھا:

﴿اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الزمر ۶۲/۳۹)

”اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔“

قرآن کی اس آیت کے بعد وہ یہ کہتے ہیں

الْقُرْآنُ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ

”قرآن باقی اشیاء میں سے ایک شئی ہے۔“

پس ثابت ہوا کہ قرآن بھی مخلوق ہے (معاذ اللہ)

اس استدلال میں ایسی گہری تلمییس ہے جس کو معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہیں اور کئی کم فہم لوگ اس کا شکار ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے مزعومہ دلائل کو فلسفہ یونان کا رنگ چڑھا کر مزید الجھا دیا۔ کہنے لگے کلام اللہ کی صفت ہے اور صفت قائم بالمو صوف ہوتی ہے۔ لہذا یہ صفت اللہ سے کیے الگ ہو سکتی ہے اور جس کا نزول ہوا ہے، وہ تو حروف ہیں جو مٹ کر معدوم ہو سکتے ہیں۔

(وما ثبت قدمه استحجال عدمه)

”جس کا قدیم ہونا ثابت ہے، اس کا معدوم ہونا محال ہے۔“

ان کی یہی بحث آج تک چلی آرہی ہے۔

کچھ دن ہوئے ایک مولوی صاحب نے جن کا تعلق اہل الرائے سے تھا۔ میرے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہی دلیل پیش کی۔

علامہ ابن عابدین الشامی المتوفی ۱۲۵۲ھ الرد المحتار حاشیہ الدر المختار جلد ۳ صفحہ ۲۲

طبع دوم میں لکھتے ہیں:

ان غیر المخلوق هو القرآن یعنی کلام اللہ الصفة النفسية القائمة به تعالیٰ لا بمعنی الحروف المنزلة۔

یقیناً قرآن ہی غیر مخلوق ہے یعنی وہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ استوار ہے معنی حروف میں نہ معنی منزلہ میں۔

قرون اولیٰ جو کہ مشہور لہم بالخیر ہے کے لوگوں کا عقیدہ تھا جو امام سفیان ابن عیینہ المتوفی ۱۹۸ھ سے تواتر کے ساتھ مروی ہے:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ مِنْذُ سَبْعِينَ سَنَةً أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنْ دُونَهُمْ يَقُولُونَ: اللَّهُ خَالِقٌ وَمَا سِوَاهُ مَخْلُوقٌ إِلَّا الْقُرْآنُ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ مِنْهُ خَرَجَ وَالْيَهُ يَعُودُ)) (ذكره الذهبي في كتاب العلو للعلی العفار: ۱۱۵ طبع ثانیہ)

”عمرو بن دینار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ستر سال سے لوگوں

عقیدہ توحید
اور
تلاش قرآنی
کی

کو پایا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ بھی یہی کہتے تھے، اللہ خالق ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ مخلوق ہے۔ مگر قرآن مخلوق نہیں، وہ اللہ کا کلام ہے جو اسی سے نکلا ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔“

پس جس طرح اللہ کی ذات بے مثل ہے اور ہم اس پر بلا تکلیف و تمثیل ایمان رکھتے ہیں اسی طرح اس کی صفات سب بے مثل ہیں اور ان پر بھی بغیر کسی بحث عن الکلیفیت والشبہ کے ایمان رکھتے ہیں، اسی طرح قراءت اور مقروء، تلاوت اور متلو میں فرق کرتے ہیں کہ

(الْفِعْلُ فِعْلُ الْقَارِئِ وَالْكَلَامُ كَلَامُ الْبَارِئِ)

”فعل‘ قاری کا فعل ہے اور کلام، اللہ کا کلام ہے۔“

اس فتنے کو روکنے لئے ائمہ دین میدان میں آئے چنانچہ عبدالعزیز الکنانی رحمہ اللہ مع اپنے فرزند ارجمند کے سر پر کفن باندھ کر خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں بشر مرہبی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے بغداد جاتے ہیں اور مناظرہ شروع ہوتا ہے۔ بالآخر بشر مرہبی تنگ آکر کہتا ہے کہ عبدالعزیز بار بار نصوص (آیات و احادیث) کو استدلال میں لاتا ہے اور مجھ سے بھی نص کا مطالبہ کرتا ہے اگر وہ قیاس و نظر کی رو سے بحث کرے تو ابھی وہ خلق قرآن کا قائل ہو جائے گا۔ بصورت دیگر میرا سر قلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو مامون الرشید پر کہ اس نے بشر کو خطاب کر کے کہا:

”تَقُولُ لِرَجُلٍ تُنَاطِرُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ دَعَهُمَا وَأَخْرُجُ إِلَى النَّظْرِ وَالْقِيَاسِ هَذَا مَا لَا يُجُوزُ۔“ (حاشیہ کتاب الحیدہ۔ ۱۲۵)

”تم ایسے شخص سے جو کتاب و سنت کی روشنی میں مناظرہ کرتا ہے کہتے ہو کہ ان کو (کتاب و سنت کو) چھوڑ دو، اور نظر و قیاس کے نقطہ سے بات کرو، یہ بات صحیح نہیں ہے۔“

آخر میں عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے قیاس و نظر کی روشنی میں گفتگو کی پھر بھی

بموجب وعدہ الہی۔

﴿ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ﴾ (ابراہیم ۱۴/۲۷)

”اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔“

مخالف کو زبردست شکست ہوئی۔ اسی طرح نعیم بن حماد رحمہ اللہ اور اس کے ساتھی قید خانے میں مار کھا کر جاں بحق ہوئے اور ظالموں نے غسل و کفن اور جنازہ کے بغیر ان کو گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیا۔

امام اہل السنۃ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ کا جہاد اور قید و بند کی زندگی کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ کبھی کوڑے لگ رہے ہیں، اور کبھی طع اور لالچ دلائی جاتی ہے امام موصوف کی زبان پر یہی مطالبہ جاری ہے

أَعْطُونِي شَيْئاً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَوْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى

أَقُولُ بِهِ۔ (مناقب احمد بن حنبل لابن جوزی : ۳۲۲)

”تم میرے سامنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے کوئی چیز پیش کرو تاکہ

میں بھی اسی کے مطابق جواب دوں۔“

اس اثنا میں کئی لوگ مارے گئے، جیل میں ٹھونسنے گئے، ان کو سزائیں دی گئیں۔ لیکن:

﴿ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا أَسْخَاوُوا

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴾ (آل عمران ۱۶۶/۳)

”اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے،

انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں

ہوئے، ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔“

اسی طرح دیگر صفات الہیہ کا انکار پھر تشبیہ اور تاویل، ان سب کا مقابلہ امت کے

فقول ائمہ و علماء نے کیا پھر اصنام تصاویر، قبروں اور مزاروں کی پوجا پاٹ اور ان پر نذر

دنیا ز اور عرس و میلے، غیر اللہ (یعنی انبیاء صلحاء اور اولیاء) کو پکارنا، ان کو مشکل کشا اور

حاجت روا سمجھنا ان کو دعا و مغفرت اور حاجت روائی کے لئے وسیلہ یا واسطہ بنانا، غرض

تقدیر توحید
اور
تلاش و تامل
کی عبادت

کئی قسم کے شرک تھے، جن کی اہل علم نے تردید کی اور ان کو مٹانے کی کوشش کی، اس میں جان و مال خرچ کئے، کتابیں تصنیف کیں۔

تیسری صدی ہجری

امام سید جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید بن علی بن ابی طالب سے کتاب التوحید اسمیٰ بہ ”الادلۃ علی الحکمۃ والحدیث والرد علی القائلین بالاہمال و منکرى العمل“ مروی ہے۔

صحیح بخاری میں جو کہ قرآن کریم کے بعد سب سے اولین اور صحیح ترین کتاب ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ نے کتاب کے آخر میں مستقل عنوان کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ وغیر ہم ذکر فرمایا ہے جس میں کئی مسائل توحید مختلف ابواب کے تحت بیان کئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ہیں:

- باب: ماجاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ الی توحید اللہ تبارک وتعالیٰ
 قول اللہ تبارک وتعالیٰ قل ادعوا اللہ او دعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ
- باب: قول اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا وان اللہ عنده علم الساعة.
- باب: السؤال باسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذۃ بہا
- باب: قول اللہ تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہہ
- باب: وكان عرشه علی الماء وهو رب العرش العظیم
- باب: قول اللہ تعالیٰ وجہہ یومئذ ناضرة الی ربہا ناظرة
- باب: قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا
- باب: ماجاء فی تخلیق السموات والارض وغیرہا من الخلاق‘
 هو فعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ‘ فالرب بصفاته وفعله

وامره' وهو الخالق المكون غير مخلوق' وما كان بفعله وامره
وتخليقه وتكوينه فهو مفعول مخلوق مكون.

باب: قول الله تعالى قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربي لنفد
البحر قبل ان تنفذ كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا
باب: في المشيئة والارادة .

باب: قول الله تعالى ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له حتى
اذا فرغ عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلي
الكبير، ولم يقل ماذا خلق ربكم وقال جل ذكره من ذا الذي
يشفع عنده الا باذنه .

باب: قول الله تعالى انزله بعلمه والملائكة يشهدون

باب: قوله وكلم الله موسى تكليماً

باب: ذكر الله بالامر وذكر العباد بالدعاء والتضرع والرسالة
والابلاغ

باب: قول الله تعالى فلا تجعلوا الله انداداً

باب: قول الله تعالى كل يوم هو في شان

باب: قول الله تعالى والله خلقكم وما تعملون انا كل شى خلقناه
بقدر

باب: قول الله ونضع الموازين بالقيسط' وغيرها من الابواب.

جن میں توحید کے اہم مسائل بیان کرنے کے ساتھ امام ہمام فرق باطلہ کی
اجمالاً تردید کر گئے ہیں۔ اسی طرح امام موصوف نے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی
جو ”خلق افعال العباد“ کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

﴿ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ
وَجَلَّ: إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

تفسیر توحید
اور
تلاک و شریعت
کی خدمات

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشَى اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ۔ ﴿ (الاعراف: ۵۴)

”ابو عبد اللہ یعنی موصوف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی رو سے
قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔“ درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے
جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ
افروز ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا
چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے سب اس کے فرمان
کے تابع ہیں۔“

فَبَيْنَ انِ الْخَلْقِ وَالطَّلَبِ وَالْحَثِيثِ وَالْمَسْخَرَاتِ بامرہ ثم شرح فقال
أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔

پس اس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں اور وہ
جس خدمت پر مامور ہیں وہ سب اللہ کے حکم سے ہیں پھر تشریح کی اور فرمایا:

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔﴾

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

باب: ما كان النبي ﷺ يستعيز بكلمات الله لا بكلام غيره وقال

نعيم: لا يستعاذ بالمخلوق ولا بكلام العباد الجن والإنس والملفكة

وفى هذا دليل ان كلام الله غير مخلوق وان سواه خلق۔ آه

’باب اس حقیقت کے بیان میں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے کلام سے پناہ

مانگتے تھے، نہ کسی اور کے کلام سے نعيم کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نہ مخلوق

سے پناہ طلب کرتے تھے، نہ جن اور انسان کے کلام سے نہ فرشتوں سے

یہ چیز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے اور جو اس کے

علاوہ ہے وہ مخلوق ہے۔“

اس طرح دوسرے ائمہ دین نے بھی اپنی اپنی تصنیفات میں توحید کو واضح فرمایا،

امام الاعمّة قدوة السّنة داعی الی الحق، قاضی البدعة، الصابر فی المہنة، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ کی ”مستاب السّنة“ اور ”مستاب الرد علی الجہمیة“ اکثر کتابوں کی ماخذ و منبع ہیں اور آپ ہی کی زبانی و قلمی محنت و جہاد سے عقیدہ اہل الحق اجاگر ہو اور حق و باطل میں تمیز ہوئی۔

امام اہل الحدیث علی بن المدینی شیخ البخاری کا قول مشہور ہے

ان اللہ عز وجل اعزّ الدین برجلین لیس لہما ثالث ہابن بکر بن الصدیق
یوم الرّدة و احمد بن حنبل یوم المہنّة۔

”اللہ عزوجل نے دو آدمیوں سے دین کو عزت بخشی، اس میں کوئی تیسرا شامل نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ یمانہ کے دن جو اہل ردہ سے لڑی گئی اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے ان کے امتحان و آزمائش کے موقع پر جو خلق قرآن کے سلسلہ میں ہوا۔“

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لولا أحمد بن حنبل وبذل نفسه لَمَا بَدَلَهَا لَهُ لَدَهَبِ الْإِسْلَامِ۔ (مناب

احمد لابن جوزی صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۶)

”اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نہ ہوتے اور اپنے آپ کو میدان میں نہ لے آتے جس طرح کہ لے آئے تو اسلام رخصت ہو جاتا۔“

بلکہ امام موصوف کے ساتھ محبت و بغض ہی اہل السّنة و اہل البدعة میں پہچان کا

اصل پیمانہ ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ

ابو جعفر الفلاس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَفْقَهُ فِي أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ مُتَّبِعٌ ضَالٌّ (تقدمة

المعرفة لكتاب الحرج والتعديل: ۳۰۸)

عقیدہ توحید
اور
تخلیق و تخلیقات
کی وضاحت

”جب تو دیکھے کہ کوئی شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ پر تنقید کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔“

آپ کے بعد متعدد علمائے دین نے کتابیں تالیف فرمائیں آپ کے صاحبزادہ ابو عبد الرحمن عبد اللہ المتوفی ۲۹۰ھ نے ”کتاب النیۃ“ لکھی جس میں اپنے والد بزرگوار کے علاوہ متقدمین و متاخرین ائمہ کے اقوال جمع کئے ہیں اور آیات، احادیث، اور آثار سے توحید کے مسائل بیان کئے ہیں، مشرکین اور اہل بدعت کی خوب تردید فرمائی ہے۔ نیز آپ کی دوسری ”کتاب الرد علی الجہمیہ“ بھی ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی شیخ البخاری المتوفی ۲۱۹ھ نے رسالہ اصول النیۃ لکھا۔

امام ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی المتوفی ۲۲۳ھ نے ”کتاب الایمان و معاملہ و سننہ و استکمالہ و در جائتہ“ مرتب کی جس کو احادیث و آثار کے علاوہ اپنے فاضلانہ کلام و تحقیق اہیق سے مزین کیا۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم العیسیٰ الکوئی المتوفی ۲۳۵ھ نے ”کتاب الایمان“ لکھی جس میں احادیث و آثار مع اسانید کے مروی ہیں۔

امام ابو بکر بن الاثرم احمد بن محمد بن ہانی الطائی الاسکافی المتوفی ۲۶۰ھ نے کتاب ”النیۃ“ لکھی۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی المتوفی ۲۷۵ھ نے ”کتاب القدر“ لکھی۔

امام ابن قتبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ کی کتاب ”تاویل مختلف الحدیث“ قابل دید ہے ان کی ایک اور کتاب ”الاختلاف فی اللفظ و الرد علی الجہمیۃ و المشبہ“ بھی ہے۔

امام ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی الحنظلی المتوفی ۲۷۷ھ نے بھی اس پر کتاب لکھی۔

امام محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۳ھ نے ”کتاب النیۃ“ تصنیف فرمائی۔

امام عثمان بن سعید الدارمی المتوفی ۲۸۰ھ نے کتاب ”الرد علی الجہمیہ“ لکھی، مقدمہ میں صفات البیہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَبَيْدَا الرَّبُّ نُومَيْنُ وَإِيَّاهُ نَعْبُدُ وَلَهُ وَنُصَلِّي وَنَسْجُدُ فَمَنْ قَصَدَ بِعِبَادَتِهِ إِلَى إِلَهٍ بِخِلَافٍ هَذِهِ الصِّفَاتِ فَإِنَّمَا يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ وَلَيْسَ مَعْبُودُهُ بِإِلَهِ كَفَرَانَهُ لَا غُفْرَانَ لَهُ، آه

”پس یہی وہ پروردگار ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے حضور سر بسجود ہو جاتے ہیں، جو شخص اس کے علاوہ کسی ایسی ہستی کی عبادت کرے، جو ان صفات سے محروم ہو تو وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کا معبود اللہ نہیں ہے اس کا انکاری ہے اور اس کے لئے استغفار نہیں ہے۔“

ان کی دوسری کتاب ”الرد علی بشر المریسی“ ہے یہ دونوں کتابیں ابواب و عناوین پر مشتمل ہیں۔

امام ابو بکر بن ابی عاصم احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی الاصبہانی المتوفی ۲۸۷ھ نے ”کتاب السنۃ“ کو ابواب و تراجم کی ترتیب سے جمع کی۔

امام ابو جعفر محمد بن عثمان بن محمد بن ابی شیبہ العجسی الکوفی المتوفی ۲۹۷ھ نے ”کتاب العرش“ لکھی۔

چوتھی صدی ہجری

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ نے کتاب ”السنۃ والرد علی الایواء“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو بکر بن خزیمہ محمد بن اسحاق السلمی النیسابوری المتوفی ۳۱۱ھ نے ”کتاب التوحید“ مشتمل بر ابواب جمع کی، اور ان میں آیات و احادیث کو جمع کیا اور اہل بدعت

تفسیر توحید
اور
تلاوت و تلاوت
کی کتاب

کی تفصیل سے تردید کی، ایک ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں:

باب ذكر الدليل على ان النبي ﷺ انما اراد بالكبائر في هذا
الموضع ما هو دون الشرك من الذنوب، الخ-

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

باب ذكر البيان ان النبي ﷺ يشفع للشاهد لله بالتوحيد الموحد لله
بلسانه اذا كان مخلصاً مصداقاً بذلك بقلبه لا لمن يكون شهادته
بذلك منفردة عن تصديق القلب۔ الخ

باب اس تذکرہ کے سلسلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی شفاعت
فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ اور دل کی تصدیق کے ساتھ اللہ کی توحید
کی شہادت دیتا اور زبان سے اللہ کو ایک قرار دیتا ہے لیکن اس شخص کی
شفاعت نہیں کریں گے جس کی شہادت تصدیق قلب سے خالی ہو۔

امام موصوف نے ایک اور چھوٹی سی کتاب تصنیف کی وہ بھی ”کتاب التوحید“ کے
نام سے موسوم ہے اس کتاب کے بارے میں مقدمہ میں لکھتے ہیں:

لا يدرك طالب السنة والجماعة هذا المذهب الواحد حتى يتعلم هذا
الكتاب ويحفظه حفظاً، الخ-

سنت وجماعت کا طلبگار اس وقت تک اس واحد و منفرد مذہب کا پوری طرح
ادراک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کتاب کا علم حاصل نہ کر لے اور اس کو ذہنی
و فکری طور پر اچھی طرح حفظ نہ کر لے۔ اس کتاب میں خاص خاص عنوان یہ ہیں:

| | |
|---------------------------|--------------------|
| باب: تفسیر التوحید | باب: تفسیر الدین |
| باب: تفسیر الایمان | باب: تفسیر الاسلام |
| باب: تفسیر السنة والجماعة | باب: تفسیر البدعة |

۱ یعنی حدیث الشفاعة لاهل الکبائر

۲ یعنی فرقہ ناجیہ کا مذہب جو تہم فرقوں سے الگ ہے۔

| | |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| باب: تفسیر القدر | باب: تفسیر الار جاء |
| باب: تفسیر الاعتزال وصفة المعتزلة | باب: تفسیر الرفض وصفة الروافض |
| باب: تفسیر الجهم | باب: تفسیر الزندقه |
| باب: تفسیر المعرفة | باب: اصل التوكل |
| باب: اصل التوكل | باب: اصل الشك |
| باب: تفسیر العمل وصفة العالمين | باب: تفسیر الذكر |
| باب: اصل المعصية | باب: تفسیر الكفر |
| باب: تفسیر النفاق | باب: اصل الفسق |
| باب: تفسیر التقوى | باب: تفسیر الرياء |
| باب: تفسیر الهواء | |

امام ابو بكر بن ابى داؤد عبد اللہ بن سلیمان الجسسانی المتوفى ۳۱۶ھ کی "كتاب البعث" معروف ہے۔ عقیدہ کے بارے میں ان کا ایک قصیدہ بھی اہل علم کے ہاں متداول ہے۔

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن ابى بشر الاشعری المتوفى ۳۲۳ھ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مجملہ ان کی کتاب "الابانۃ فی اصول الدیانۃ" اور "مقالات الاسلامیین فی اختلاف المصلین" مشہور ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن مہدی الکسروی الاصفہانی المتوفى ۳۳۵ھ نے "تاویل الاحادیث المشکلات الوارده فی الصفات" تصنیف کی۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی المتوفى ۳۶۰ھ نے "كتاب السنة" تصنیف کی۔

امام ابوالشیخ ابو محمد بن حیان عبد اللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانی المتوفى ۳۶۹ھ نے "كتاب العظيمة" و "كتاب السنة" وغیرہ لکھیں۔

عقیدہ توحید
اور
فروع دینی
کی کتاب

امام ابو بکر الاسمعیلی احمد بن ابراہیم بن اسماعیل الجرجانی التوفی ۳۷۰ھ نے
”اعتقاد اہل السنۃ“ لکھی۔

امام ابن مندہ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق ابن محمد تنجی العبیدی الاصبہانی التوفی
۳۹۵ھ نے کتاب الایمان ابواب کے مطابق مرتب فرمائی۔ نیز ان کی تصنیفات
”کتاب التوحید“ اور ”کتاب الصفات“ مشہور و معروف ہیں۔

امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی البستی التوفی ۳۸۸ھ نے
”کتاب الغنیۃ عن الکلام واصلہ“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو احمد العسال محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان الاصبہانی التوفی ۳۴۹ھ نے
کتاب ”المعرفۃ فی السنۃ“، ”کتاب الرویۃ“، ”کتاب الصفات“ وغیرہ تصنیف کیں۔
امام الناقدین ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی التوفی ۳۸۵ھ کی تصنیفات ”کتاب
الرویۃ“ اور ”کتاب الصفات“ معروف ہیں۔

امام ابن شاہین ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن احمد البغدادی التوفی ۳۸۵ھ نے
کتاب ”السنۃ“ تالیف کی۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی الاجری التوفی ۳۶۰ھ نے ”کتاب
الشریعۃ“ ابواب پر مرتب کی۔

امام ابو الحسین محمد بن احمد بن عبد الرحمن المملطی التوفی ۳۷۰ھ نے ”کتاب التنبیہ
والرد علی اہل البہاد و البدع“ لکھی۔

پانچویں صدی ہجری

امام ابن فورک ابو بکر محمد بن الحسن التوفی ۴۰۶ھ نے ایک سو کے قریب کتابیں
تحریر کیں۔ جن میں کئی توحید اور عقائد پر مشتمل ہیں۔

امام الباقانی ابو بکر محمد بن طیب البصری التوفی ۴۰۳ھ نے الابانۃ کے نام سے

کتاب لکھی۔

امام ابو القاسم الملاکانی بہتہ اللہ بن الحسن الطبری المتوفی ۴۱۸ھ نے ”شرح اعتقاد اہل السنہ“ کے نام سے ایک ضخیم کتاب رقم کی۔ جس میں روایات اقوال و اسانید کے ساتھ مروی ہیں۔

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے ”کتاب الاعتقاد“ تالیف فرمائی۔

امام ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم السلماسی الواعظ المتوفی ۴۲۲ھ نے بھی اس پر ایک رسالہ لکھا۔

امام ابو عمرو اللطیفی احمد بن محمد بن عبد اللہ الاندلسی المتوفی ۴۲۹ھ کی ”کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول“ مشہور و معروف ہے۔

امام ابو نصر الحجزی عبید اللہ بن سعید الواکلی المتوفی ۴۴۴ھ نے ”کتاب الابانۃ“ لکھی۔

امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی المتوفی ۴۴۴ھ نے ”کتاب الارجونۃ فی عقود الدیانۃ“ تحریر کی۔

امام ابو عثمان الصابونی اسماعیل بن عبد الرحمن النیسابوری المتوفی ۴۴۹ھ کا رسالہ المعروف بہ ”عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث“ قابل قدر ہے۔ اس رسالے میں فرماتے ہیں:

اصحاب الحدیث حفظ اللہ احبائهم ورحم امواتهم یشہدون للہ تعالیٰ بالوحدانیۃ وللرسول ﷺ وبالرسالۃ والنبوۃ ویعرفون ربهم بصفاته التی نطق بها وحیہ وتنزیلہ او شہد لہ بہا رسولہ ﷺ علی ما وردت الاخبار الصحاح بہ ونقلته العدول الثقات عنہ ویثبتون لہ جل جلالہ ما اثبت لنفسہ فی کتابہ وعلی لسان رسولہ ﷺ ولا یعتقدون تشبیہاً لصفاته بصفات خلقہ۔

عقیدۃ التوحید
اور
تلاویح
کی

”محمد ثین کرام جو زندہ ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور جو فوت ہو چکے ہیں ان پر رحم کرے وہ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادت دیتے ہیں وہ اپنے رب کی ان صفات کا اقرار کرتے ہیں، جو وحی و تنزیل کا منطوق ہیں یا جن کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی۔ آپ سے عدول اور ثقات راویوں کے ذریعے مروی ہیں، وہ اس جل جلالہ کے لئے ان ہی صفات کا اقرار کرتے ہیں جو اس نے خود اپنے لئے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے بیان فرمائی ہیں، وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیں۔“

امام ابو بکر اللیثی احمد بن الحسین بن علی الخضر و جردی المتوفی ۳۵۸ھ کی:

(۱) کتاب الاسماء والصفات ،

(۲) کتاب الاعتقاد علی مذهب السلف اهل السنة والجماعة

(۳) کتاب المعتقد

کی شہرہ آفاق تصانیف ہیں۔

امام ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ کی معرکتہ الآراء کتاب ”کتاب الفصل فی الملل والاعواء والنحل“ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

امام ابو یعلیٰ محمد بن الحسین بن الفراء البغدادی المتوفی ۳۵۸ھ نے کتاب ”ابطال التویل“ تالیف فرمائی۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری الہروی المتوفی ۳۸۱ھ نے ”کتاب ذم الکلام واحلہ“ اور ”کتاب الصفات“ تحریر کیں۔ اس صدی میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ گذرے ہیں جنہوں نے عقائد کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ و ما یعلم جنود ربک الا هو۔

چھٹی صدی ہجری

امام ابوالحسن محمد بن عبدالملک بن محمد بن عمر بن ابی طالب الکرچی التوفی ۵۳۲ھ گزرے ہیں جنہوں نے عقائد کو ایک قصیدہ میں جمع کیا ہے جو دو سو بیت سے زیادہ ہے۔

امام سید ابو محمد عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلانی التوفی ۵۶۱ھ کی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ مشہور و معروف ہے، آپ نے جا بجا توحید و عقائد کے مسائل بیان کئے ہیں اور مشرکین و مبتدعین کے فاسد عقائد کا سختی سے رد کیا ہے۔

امام ابوالفرج جمال الدین ابن الجوزی عبدالرحمن ابن ابی الحسن علی بن محمد القرشی التیمی البکری، البغدادی التوفی ۵۹۷ھ نے کئی کتابیں تصنیف کیں مثلاً ”تلیس ابلیس“ ”دفع شہبۃ التشبیہ“ وغیرہ۔

امام قوام السنۃ ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل القرشی التیمی الطحینی الاصبہانی التوفی ۵۳۵ھ نے ”کتاب السنۃ“ اور ”سیرت السلف“ تصنیف فرمائی۔

امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الطوسی الغزالی التوفی ۵۰۵ھ کی کتاب الجام العوام عن علم الکلام، شرح اسماء الحسنی، الرد علی الباطنیۃ، الاقتصاد فی الاعتقاد وغیرہ قابل مطالعہ ہیں۔

امام محدث شام ابن عساکر ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ دمشقی التوفی ۵۷۵ھ نے کئی کتابیں لکھیں، مثلاً تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری، بیان الوہم والتخلیط فی حدیث الاطیط، مجلس فی نفی التشبیہ، مجلس فی التنزیہ، ذم الرافضۃ وغیرہ۔

قاضی ابوالحسن بن الفراء محمد بن ابی یعلیٰ محمد بن الحسن البغدادی التوفی ۵۲۶ھ نے ایضاً الدلالۃ فی الرد علی الفرق الضالۃ المضلۃ اور الرد علی زانغی الاعتقادات فی منعہم من سماع الآیات لکھیں۔

عقیدہ توحید
اور
تفصیلات
کی وضاحت

شیخ ابن الزاغوانی ابو الحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن السری المتوفی ۵۲ھ نے کتاب ”الایضاح فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابو الحسین الکرچی محمد بن عبد الملک بن محمد بن عمر الفقیہ المتوفی ۵۳۲ھ ”فی اعتقاد الائمۃ الضحول“ تصنیف کی۔

شرف الاسلام شیخ عبد الوہاب بن ابی الفرج عبد الواحد بن محمد الشیرازی الدمشقی المتوفی ۵۳۶ھ نے ”کتاب البرہان فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابو الخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف الطالقانی المتوفی ۵۹۰ھ نے حلویہ اور جمہیہ کے رد میں کتاب ”التبیان فی مسائل القرآن“ تصنیف فرمائی۔

علامہ شیخ ابو بکر محمد بن الولید بن محمد الطرطوسی المتوفی ۵۲۰ھ نے کتاب البدع والحوادث لکھی۔

ساتویں صدی ہجری

امام موفق الدین ابن قدامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن محمد المقدسی الجماعی المتوفی ۶۲۰ھ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ مثلاً:

- | | |
|---------------------------|---------------------------------------|
| ① البرہان فی مسئلہ القرآن | ② الاعتقاد |
| ③ مسئلۃ العلو | ④ ذم التاویل |
| ⑤ کتاب القدر | ⑥ تحریم النظر فی کتب اہل الکلام وغیرہ |

امام الضیاء المقدسی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد السعدی الصالحی المتوفی ۶۳۳ھ نے ”کتاب الالہیات“ لکھی۔

امام ابو شامہ المقدسی عبد الرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم المتوفی ۶۶۵ھ کی کتب ”ضوء الساری الی معرفۃ رؤیۃ الباری“ اور ”الباعث علی انکار البدع والحوادث“ معروف ہیں۔

امام فخر الدین الرازی ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین القرشی الطبرستانی المتوفی

۶۰۶ھ کی کتابیں ”اقسام الذات“، ”الاربعین فی اصول الدین“ کتاب ”المسلل والنحل“، ”کتاب المعالم فی اصول الدین“ قابل ذکر ہیں۔

شیخ کمال الدین ابو الحسن علی بن محمد بن محمد ابن وضاح البغدادی الفقیہ الزہد المتوفی ۶۷۲ھ نے ”کتاب الدلیل الواضح فی اقتضاء نصح السلف الصالح“ اور ”کتاب الرد علی اهل الالحاد“ لکھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی الانصاری المفسر المتوفی ۶۷۱ھ نے شرح اسماء اللہ الحسنی“ لکھی۔

شیخ نجم الدین ابو عبد اللہ احمد بن حمدان بن شیبب بن حمدان النیرمی الحرانی الفقیہ المتوفی ۶۹۵ھ نے ”مقدمہ فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ شرف الدین ابو احمد داؤد بن عبد اللہ بن کوشار الجیلی البغدادی المتوفی ۶۹۰ھ نے ”تحریر الدلائل“ لکھی۔

آٹھویں صدی ہجری

ایک طرف جہاں اندھی تقلید کی وجہ سے علم کی کمی واقع ہوئی اور نصوص قرآن و حدیث سے لوگ دور چلے گئے تھے تو دوسری طرف فلسفہ یونان نے اپنا تسلط جمار کھاتھا اور قرآن و حدیث کے بجائے منطق، رائے اور قیاس کا دور دورہ تھا شہر بغداد جو علم کا مخزن اور گہوارہ تھا اور اس کا کوئی کوچہ محدث اور داعی الی اللہ سے خالی نہ تھا، اسی بناء پر یہ شہر ”مدینۃ السلام“ کے نام سے مشہور ہوا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یونس بن عبد الاعلی سے کہا: ”تو کبھی بغداد شہر میں داخل ہوا ہے؟“ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا:

مارأیت الدنیا (تاریخ بغداد ج ۱، ص ۴۰)

”تو نے ابھی تک دنیا نہیں دیکھی۔“

وہاں حنفیہ و شافعیہ کے اختلافات اور جاہجا مناظروں نے تاتاریوں کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اس پر آشوب اور کٹھن دور میں اللہ تعالیٰ

حقیقۃً

اور

تلاوت

کی

نے مرد مجاہد متقی صابر امام العلماء استاذ الاساتذۃ مجدد مفسر القرآن شیخ الاسلام مرجع الاعلام ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ الحرانی المتوفی ۷۲۸ھ کو پیدا کیا، آپ تمام صفات حسنہ سے متصف تھے حتیٰ کہ شیخ تقی الدین سبکی جو ان کے سخت ترین مخالفین میں سے تھے یہ اعتراف کرتے ہیں:

جمع اللہ له من الورع والزهادة والديانة ونصرة الحق والقيام فيه لا لغرض سواه وجربه على سنن السلف واخذه من ذلك بالماخذ الاوفى و غرابة مثله في هذا الزمان بل من ازمان- (القول الحلی فی ترجمة الشيخ تقی الدین بن تیمیة الحنبلی للسید صفی الدین الحنفی البخاری لعماد الدین ص: ۴)

”اللہ نے ان میں ورع و تقویٰ، زہد، دیانت، نصرت حق اور اس پر قیام، پوری طرح جمع کر دیا تھا، اس کے علاوہ ان میں اور کوئی غرض نہ تھی اللہ نے ان کو طریق سلف پر گامزن فرمایا اور ان سے بہترین کام لیا، اس زمانے میں ان کو انفرادیت بخشی بلکہ کہنا چاہئے کہ تمام زمانوں میں انہیں منفرد کیا۔“

اسی طرح جمع علوم دینیہ میں امام موصوف اپنی نظیر آپ تھے جس فن میں دیکھئے معلوم ہو گا شاید آپ کو اسکے علاوہ کسی دوسرے فن میں مہارت نہیں ہے حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالفقيه ممن ادرك من العلوم حظاً وكاد يستوعب السنن والآثار
حفظاً ان تكلم في التفسير فهو حامل رايته او افتى في الفقه فهو
مدرك غايته او ذاكر بالحديث فهو صاحب علمه وذو روايته ، او
حاضر بالملل والنحل لم يراوسع من نحلته في ذلك ولا ارفع من
درايته برزفي كل فن على ابناء جنسه ولم ترعين من راه مثله ولا
رأت عينه مثل نفسه ، كان يتكلم في التفسير فيحضر مجلسه الجم
الغفير ويردون من بحر علمه العذب النмир، ويرتعون من ربيع فضله

فی روضة وغدير الی آخر ماقال (الکواکب الدریة فی مناقب الامام
ابن تیمیہ للشیخ مرعسی بن یوسف الکریمی ص: ۵)
” دیگر علوم سے بھی بہرہ مند تھے اور جنہوں نے سنن و آثار کا احاطہ کر لیا
تھا اور یہ سب علوم ان کو حفظ تھے اگر آپ ان سے تفسیر کے موضوع پر بات
کریں تو وہ اس کا بھی پرچم اٹھائے ہوئے دکھائی دیں گے اگر فقہ سے متعلق
فتویٰ دیں گے تو اس کے بارے میں معلومات کی آخری سرحد پر کھڑے نظر
آئیں گے، اگر علم حدیث پر گفتگو ہوگی تو معلوم ہوگا کہ وہ اس پر بھی حاوی
اور صاحب روایت ہیں ملل و فحل کے بارے میں بات کی جائے تو اس سلسلہ
میں بھی آپ عقل و درایت میں کسی کو ان سے بڑھا ہوا اور وسیع المعلومات
نہیں پائیں گے ہر فن اور ہر علم میں اپنے اہناء جنس سے ممتاز ہیں۔ کسی آنکھ
نے ان کی مانند کسی دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ خود ان کی آنکھ نے اپنے
جیسا کسی اور کو دیکھا، تفسیر میں بات کرتے تو ان کی مجلس میں لوگوں کا جم
غفیر جمع ہو جاتا اور ان کے علم کے شیریں اور خالص دریا سے اپنی پیاس
بجھاتے اور ان کے بہار آسماں کی شمیم آرائیوں سے استفادہ کرتے تھے۔“
مندرجہ ذیل بالا صفات کا حامل انسان ہی مجدد ہو سکتا ہے۔

شیخ علامہ زماکانی جو سب سے زیادہ شیخ الاسلام کے ساتھ ضد اور تعصب رکھتے
تھے وہ آپ کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

لقد اعطی ابن تیمیة الید الطولی فی حسن التصنیف وجودة العبارة
والترتیب والتقسیم والتبیین وقد الان اللہ له العلوم کما الان لداؤد
الحدید کان اذا سئل عن فن من العلم ظن الرائی والسامع انه
لا يعرف غیر ذالک الفن وحکم ان احدا لا يعرفه مثله وکان الفقهاء
من سائر الطوائف اذا جلسوا معه استفادوا فی مذاہبهم منه ما لم
یکونوا عرفوه قبل ذلک ولا يعرف انه ناظر احدا فانقطع منه ولا تکلم

عقیدہ توحید
اور
تعالیم اسلامی
کی غما

فی علم من العلوم سواء كان من علوم الشرع او غيرها آفاق فيه
اهله والمنسويين اليه - الخ (الكواكب الدرية ص: ٦)

”ابن تیمیہ کو اللہ نے حسن ترتیب، عبارت کی عمدگی و ترتیب موضوع کی تقسیم اور اپنے مدعا کی وضاحت میں ید طولیٰ سے نوازا تھا۔ اللہ نے اسی طرح ان کے لئے علوم کو مسخر کر دیا تھا جس طرح کہ حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا جب ان سے علم کے کسی گوشے کے متعلق سوال کیا جاتا تو دیکھنے اور سننے والا یہی سمجھتا کہ اس فن کے سوا وہ اور کسی فن کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے اور یہ فیصلہ کرتا کہ ان کی طرح اور کوئی شخص اس فن سے آگاہی نہیں رکھتا۔ ہر مکتب فکر کے فقہاء جب ان کے پاس بیٹھتے تو اپنے مذاہب فقہیہ کے بارے میں ان سے استفادہ کرتے اور وہ کچھ حاصل کرتے جن سے وہ اس سے قبل آگاہ نہ تھے یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے کبھی کسی سے مناظرہ کیا ہو اور پھر اس سے شکست کھا گئے ہوں، انہوں نے جب بھی کسی علم کے بارے میں وہ علم شرعی ہو یا غیر شرعی کسی عالم سے گفتگو کی، اس سے فوقیت لے گئے اور ان علوم کے ماہرین پر فتح حاصل کی۔“

انہوں نے زبان، قلم اور تلوار سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور کئی جگہ سے شریک نشانات منائے، غیر اللہ کی پرستش کے اڈے گرائے اور توحید و عقائد پر کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ مثلاً:

- | | |
|---------------------------|---------------------------------|
| (۱) الواسطیہ | (۲) التدمیریہ |
| (۳) الحمویہ | (۴) الاصفہانیہ |
| (۵) التوسل والوسیلہ | (۶) کتاب الایمان |
| (۷) کتاب النبوات | (۸) الرد علی الاخنائی والبکری |
| (۹) الجواب الصحیح لمن بدل | (۱۰) منهاج السنۃ النبویۃ فی نقص |
| دین المسیح | کلام الشیعۃ و القدریۃ |

(۱۱) الزيارة الشرعية والبدعية

جن سے اہل اسلام کو قوت ملی، اہل توحید اور سلفی عقائد کے لوگوں کی ہمتیں عود کر آئیں اہل بدعت کی ہمتیں پست ہوئیں، ان کی بنائی ہوئی عمارتیں بنیادوں سے اکھڑنے لگیں اور خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی اہل حق کے مرجع بنے۔ کئی مناظرے ہوئے، آپ کو کئی تکلیفیں دی گئیں اور بار بار جیل اور پابندی کی تکلیف برداشت کرنا پڑی، بالآخر جیل ہی سے آپ کی لاش مبارک نکالی گئی، آپ ان سب تکلیفوں کو صبر و استقامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتے رہے۔ اپنے دینی معاملات اور دعوت فکر و عمل میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ کے حلقہ علمی سے کئی ایسی شخصیتیں وجود میں آئیں جن میں سے ہر ایک بذات خود علم کا بحر بے کراں، عمل کا کامل مجسمہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا مسلح سپاہی تھا آپ کے خصوصی تلامذہ اور حلقہ نشینوں میں امام ابن قیم شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی الدمشقی المتوفی ۷۵۱ھ ہیں جن کے قلم سیال نے وقت کے بڑے بڑے اہل قلم کو حیران کر دیا، عقائد میں ان کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً:

(۱) الكافية الشافية في انتصار الفرقة الناجية

(جو قصیدہ نونیا کے نام سے مشہور ہے)

(۲) الصواعق المرسله على الفرقة الجهمية المعطلة

(۳) اجتماع الجيوش الاسلاميه

(۴) شرح الاسماء الحسنی

(۵) اغاثة اللفغان في مصائد الشيطان

(۶) هداية الحباری في اجوبة اليهود والنصارى

عالم نقاد امام البحر والتعديل الذہبی ابو عبد اللہ شمس الدین بن محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی المتوفی ۷۴۵ھ انہوں نے بھی کئی کتب تحریر فرمائیں مثلاً:

(۱) کتاب العلو اللعلی الغفار (۲) کتاب العرش

تقریر توحید
اور
تکلیف و تکلیف
کی عبادت

(۳) احادیث الصفات

(۴) مسئلہ الغیب

(۵) رویۃ الباری

(۶) طرق احادیث النزول وغیرہ

امام مجتہد رئیس الفقہاء ابن دقیق العید ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع القشیری المنفلوطی المتوفی ۴۰۲ھ نے ”کتاب الاقتراح فی اصول الدین“ تحریر کی۔

امام فقیہ اصولی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد البہادی المقدسی المتوفی ۵۶۷ھ نے ”کتاب الصارم المتکلی فی الرد علی السبکی“ تصنیف کی۔

امام المفسرین حافظ عماد الدین ابو القداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء القرشی البصری ثم الدمشقی المتوفی ۴۷۳ھ نے ”کتاب النقن والملاحم المعروف بالنهاية“ تصنیف فرمائی، نیز ان کی دوسری کتاب فضائل القرآن بھی معروف ہے۔

یہ عظیم ہستیاں اسی بحر عظیم کے سرچشمے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھی مصنف گزرے ہیں۔

اسی صدی میں اور بھی بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں جیسے:

علامہ صفی الدین محمد بن عبد الرحیم بن محمد البہندی الفقیہ المتوفی ۵۱۵ھ نے کتاب العقائد لکھی۔

شیخ ابن الحاج محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المتوفی ۵۳۳ھ ”کتاب المدخل“ لکھ کر اہل بدعت کے رسوم کی پوری طرح مذمت کی، خاص کر قیام مروج اور میاں اور صلوة الرغائب وغیرہ پر بحث کی ہے۔

امام ابو جعفر الاندلسی احمد بن ابراہیم بن الزبیر ابن محمد الحوی المتوفی ۵۰۸ھ نے ”کتاب ردع الجاہل عن اعتصاف الجاہل“ لکھی۔

علامہ شہاب الدین احمد بن یحییٰ بن ابی بکر بن عبد الواحد بن ابی حنبلۃ التلمسانی المتوفی ۷۷۷ھ نے قصیدہ ابن فارض کے رد میں قصائد نبویہ لکھی۔

علامہ جلال الدین احمد بن یوسف التیذینی المتوفی ۹۳۳ھ مسئلہ ”الایمان یزید وینقص“ پر ایک تصنیف معلوم ہوئی ہے۔

شیخ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القنوی المتوفی ۲۹ھ نے اہل الحد کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ان کے علاوہ اسی صدی میں اور بھی کئی مصنف گزرے ہیں۔

نویں صدی ہجری

حافظ ابن حجر شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی تصانیف اس صدی کی یادگار ہیں۔ آپ نے ایک ”کتاب الشمس المیمرۃ لمعرفة الکبیرۃ“ لکھی نیز ”تیمین العجب فی ماورد فی فضل الرجب“ میں امام موصوف نے ماہ رجب کی بدعتوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔

شیخ ابن الہائم ابو العباس احمد بن محمد بن عمار بن علی القراضی المصری ثم الدمشقی المتوفی ۸۱۵ھ نے ”کتاب العقد النضید فی تحقیق کلمۃ التوحید“ لکھی۔

شیخ سید الہادی بن ابراہیم بن علی الوزیر المتوفی ۸۲۲ھ نے ”کتاب القانع فی معرفۃ الصانع اور ”السیوف المرہفات علی من الہدی الصفات“ وغیرہ لکھیں۔

شیخ سید ابن الوزیر محمد بن ابراہیم بن علی المرثی الیمانی المتوفی ۸۳۰ھ نے

(۱) ایثار الحق علی الخلق

(۲) تریح اسالیب القرآن علی قوانین المبتدعۃ والیونان

(۳) البرہان القاطع فی اثبات الصانع وغیرہ کتابیں لکھیں۔

شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن نعیم البساطی المتوفی ۸۳۲ھ نے کتاب ”المقدمہ فی اصول الدین“ لکھی۔

امام تقی الدین احمد بن علی المقریزی المتوفی ۸۵۳ھ نے کتاب ”تحریر التوحید المفید“ تصنیف کی۔

شیخ منصور بن الحسین بن کارزونی المتوفی ۹۰۰ھ نے ”کتاب حجۃ السفرۃ البردہ المبتدعۃ الفجرۃ“ لکھی۔

تفسیر التوحید
اور
تلاویح اللہ
کی

شیخ منصور بن الحسن بن علی الکارزونی المتوفی ۹۰۰ھ نے کتاب ”حجۃ السفر البررة“
 علی المبتدعة الفجرة الکفرة“ لکھی۔

دسویں صدی ہجری

حافظ شمس الدین السخاوی ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر القاہری المتوفی
 ۹۰۲ھ نے ”المقاصد المبارکہ فی ایضاح الہمالکہ“ یادگار چھوڑی ہے۔

حافظ جلال الدین السیوطی ابو لفضل عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد بن سلیمان
 المصری المتوفی ۹۱۱ھ نے

(۱) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد

(۲) تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغنیاء

(۳) ”شرح الکوکب الوفاء فی الاعتقاد“ وغیرہ رسائل لکھی۔

شیخ جمال الدین عمر بن محمد بن المبارک بن عبد اللہ الحمیری الحضرمی المتوفی
 ۹۳۰ھ نے ”کتاب عقد الدرر فی الایمان بالقضاء والقدر“ لکھی۔

شیخ زین العابدین ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن محمود الشماع الحلی المتوفی
 ۹۳۶ھ نے ”مورد الظمان فی شعب الایمان“ اور ”تنبیہ الوسنان الی شعب الایمان“
 لکھی۔

شیخ شمس الدین محمد الشامی المتوفی ۹۳۲ھ نے کتاب ”اعظم المننہ فیما یغفر اللہ بہ
 الذنوب ویوجب بہ الجنة“ تحریر کی۔

شیخ عبدالعزیز بن عبدالواحد بن محمد موسی المغربی المکناسی المتوفی ۹۶۳ھ نے
 کتاب ”منج الوصول فی اصول الدین“ لکھی۔

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابی بکر بن علی المقدسی القاہری المتوفی ۹۲۳ھ ”عقائد ابن
 دقیق العید“ پر شرح لکھی۔

شیخ بدرالدین محمد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بدر الغزالی المتوفی ۹۸۴ھ نے ”تفسیر آیت لکری“ لکھی۔

شیخ محمد بن ابی الوفاء ابن المرزوق کمال الدین المتوفی ۹۷۳ھ نے ”کتاب التلوخ بمعانی اسماء اللہ الحسنیٰ الواردة فی الجامع الصحیح“ لکھی۔

گیارہویں صدی ہجری

الشیخ الحدیث احمد بن عبد الرحیم بن محمد الوارثی المغربی المتوفی ۱۰۴۵ھ نے نظم میں عقائد کو بیان کیا۔

شیخ ابوالعباس المقرئ احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن ابی لعیش التلمسانی القاہری المتوفی ۱۰۴۱ھ نے ”کتاب اضاءۃ الدرجۃ فی اعتقاد اہل السنۃ“ لکھی۔

علامہ ابوالواجہ عبد الرحمن بن یحییٰ بن مرشد العمری المرشدی المتوفی ۱۰۳۷ھ نے رسالہ ”الابواب المکیین عن مسئلہ ان کان یعذب المشرکین“ لکھا۔ یہ رسالہ فتاویٰ قاضی خان کے ایک مسئلہ کی تردید میں ہے۔ وہ مسئلہ یہ کہ:

”ولو قال ان كان الله يعذب المشركين فامرأتی طالق قالوا انها لاتطلق“

”اگر وہ کہے کہ اللہ نے مشرکوں کو عذاب میں ڈالا تو میری بیوی کو طلاق، اس لفظ سے اسے طلاق واقع نہیں ہوگی۔“

لائق مصنف نے اس کی پر زور تردید فرمائی اور ثابت کیا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ شرک پر مرنے والے کے لئے عذاب حتمی اور یقینی ہے یہ رسالہ اہل الشرک کے لئے قاصمۃ النظر کی حیثیت رکھتا ہے۔

شیخ ابن عبد الہادی عبد القادر بن بہاؤ الدین بن مہانہ العمری الدمشقی المتوفی ۱۰۰۱ھ نے شرح ”اضاءۃ الدرجۃ فی عقائد اہل السنۃ“ لکھی۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبد الواحد بن محمد بن عبد اللہ الانصاری السجلمانی الجزائری

تفسیر توحید
اور
فتاویٰ
کی کتاب

التوتونی ۱۰۵۰ھ ”جامعۃ الاسرار فی قواعد الاسلام الخمس“ اور البواقیت الثمینیۃ فی العقائد“ وغیرہ کتب لکھیں۔

شیخ مرعی بن یوسف بن ابی بکر بن احمد المقدسی التوتونی ۱۰۳۳ھ نے چند رسائل تحریر فرمائے جیسے:

- (۱) ارشاد من كان قصده لا اله الا الله وحده
- (۲) اقاویل الثقات فی تاویل الاسماء والصفات والآیات المحکمات
- (۳) تنبیہ الماهر علی غیر الماهر،
- (۴) ما هو المتبادر من الاحادیث الواردة فی الصفات
- (۵) توضیح البرهان فی الفرق بین الاسلام والایمان
- (۶) شفاء الصدور فی زیارة المشاهد القبور

بارھویں صدی ہجری

شیخ ابوالوقت برہان الدین اسماعیل بن حسن الکورانی الشہر زوری التوتونی ۱۰۱۰ھ نے

- (۱) قصد السبیل الی توحید الحق الوکیل
- (۲) العقیدۃ الصحیحہ
- (۳) بلغۃ المسیر الی توحید العلی الکبیر
- (۴) مسلك السداد الی مسئلۃ خلق افعال العباد
- (۵) اتحاف الخلف بتحقیق مذهب السلف

تحریر فرمائے۔

علامہ سید زید بن احمد بن الحسن شیخ مشائخ صنعاء الیسین التوتونی ۱۱۲۳ھ نے تحریر المقال فی خلق الافعال اور ”تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب“ اور رسالہ ”تبیین الفرقۃ الناجیۃ وغیرہ لکھا۔ جس میں اسی فرقہ کو ناجیہ بتلایہ ہے جو صحابہ کے طریقے پر ہے۔ وغیرہ لکھیں۔

شیخ خلیل ابو الفتوح القیومی التوفیقی ۱۶۰ھ نے فرقہ ضالہ اسماعیلیہ کے رد میں ”کتاب السطوة العدلیہ بالفرقة الاسماعیلیہ“ لکھی۔

شیخ امام محدث محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی الصنعانی التوفیقی ۱۸۲ھ نے تطہیر الاعتقاد عن ادران الجاد لکھی۔

امام الحسنہ شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی التوفیقی ۶ھ نے ”البلاغ المسبین“ لکھی، آپ کی دوسری کتاب ”تحفۃ الموحدین“ مشہور ہے۔

شیخ قاسم بن صلاح الدین الخانی الحکیمی التوفیقی ۱۰۹ھ نے ”کتاب الجزائر فی التوحید“ کی شرح لکھی۔

علامہ شیخ ابوالعون شمس الدین محمد بن احمد بن سالم السفارینی النابلسی التوفیقی ۱۸۸ھ نے توحید کے موضوع پر کئی رسائل تحریر فرمائے مثلاً:

(۱) نتائج الافکار فی شرح حدیث سید الاستغفار۔

(۲) الدرۃ المضیة فی عقائد الفرقة المرضیة

یہ رسالہ نظم میں ہے پھر اس منظوم رسالہ کی شرح لکھی جس کا نام ”سواطع الآثار الاثریہ بشرح منظومتنا المسماة بالدر المرصیة رکھا۔

نیز علامہ موصوف نے تہتر فرقوں کے بیان میں ایک مفصل رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا۔

امام محدث شیخ محمد حیات السندی التوفیقی ۱۶۳ھ نے ”المقدمۃ فی العقائد“ لکھا۔ علامہ شیخ حسین بن مہدی النعمی التوفیقی ۷ھ ”معارض الالباب فی مناقج الحق والصواب“ لکھی۔

شیخ حسن بن عبد اللہ الحشنی التوفیقی ۱۹۰ھ نے ”تحریر المقال فی خلق الافعال“ اور ”تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب“ وغیرہ لکھیں۔

تعمیر توحید
اور
تالیف عقائد
کی کتاب

تیرھویں صدی ہجری

قاضی احمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حسین المجاہد الصنعانی المتوفی ۱۲۸۱ھ نے ”کتاب اصول الدین“ اور ”نیل المنیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ“ لکھیں۔

علامہ الشریف حسن بن خالد بن عز الدین الحجازی التہامی المتوفی ۱۲۳۳ھ نے ”قوة القلوب بمفحة توحید علام الغیوب“ لکھی، جس میں توحید کے دلائل بیان کئے اور مشرکین کی رسومات کا خوب رد فرمایا۔

بمجد الوقت الامام المفسر المحدث الفقیہ الاصولی محمد بن علی بن محمد الشوکانی الخولانی الصنعانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے کئی کتابیں توحید و عقائد پر تصنیف فرمائیں مثلاً:

(۱) الدر النضید فی احلاص کلمة التوحید

(۲) التحف بمذاهب السلف

(۳) شرح الصدور بتحریم رفع القبور

(۴) البغیة فی مسئلة الرؤیة

ان کے رسائل اہل توحید کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور ہیں، آپ نے ایسے براہین قاطعہ سے شرکیہ اور بدعیہ امور کا رد فرمایا جنہوں نے اہل بدعت کے اندر زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ نواب والا جاہ بھوپالی کے والد بزرگوار سید شریف ابو احمد حسن بن علی الحسینی البخاری القوی المتوفی ۱۲۵۳ھ نے کئی رسائل توحید کے اثبات و اہل شرک و اہل بدعت کی تردید میں تصنیف فرمائے جو اکثر اردو زبان میں ہیں بعض فارسی اور بعض عربی زبان میں بھی ہیں۔

شاہ والا جاہ محدث ہند امام ابن الامام سید عبد العزیز بن ولی اللہ دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ نے (۱) شرح میزان العقائد (۲) ہدایة المؤمنین تصنیف فرمائیں۔

امام الحق، فرید العصر، وحید الدہر، المجاہد لاعلاء کلمة اللہ، والشہید فی سبیل اللہ

السيد اسماعيل بن عبد الغني بن ولي الله العمري الدهلوي المتوفى ١٢٣٦هـ في "كتاب تقوية الايمان"، خواص و عوام کے ہاں معروف ہے جس کے عربی، سندھی اور دیگر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ آپ نے (١) ايضاح الحق الصريح في احكام الميت والصريح (٢) رد الاشراك والبدع - تصنيف فرمائیں اور بقول صاحب نزهة الخواطر تقوية الايمان آخر الذکر کے باب اول کا ترجمہ ہے۔

قاضی بشیر الدین القنوجی العثماني المتوفى ١٢٩٦هـ نے چند رسائل تصنیف فرمائے

مثلاً:

(١) غاية الكلام في ابطال عمل المولد والقيام ،

(٢) احسن المقال في شرح حديث لا تشد الرحال ،

(٣) بصارة العينين في منع تقبيل الابهامين ،

مولانا خرم علی الہاہواری المتوفى ١٢٤١هـ نے توحید و سنت کی نصرت میں رسالہ

"نصیحة المسلمین" لکھا۔

مولانا شیخ عبد اللہ الصدیقی الحمدی الہ آبادی نے رسالہ "اعتصام السنة وقامع البدعة"

لکھا۔

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند این پاسبان پاک ملت را

شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات

اسی صدی میں مجدد الدعوة الاسلامیہ شیخ الاسلام، علم الاعلام، الداعی الی اللہ والجهاد فی سبیل اللہ محدث دوران، مجدد زمان الشیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی الدرعی پیدا ہوئے، آپ اس وقت آئے جب کہ ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا، قبر پرستی، تعزیہ پرستی، درختوں، پتوں، اور پتھروں کی پوجا، مزاروں اور درگاہوں پر میلے اور

تفسیر توحید
اور
تلاخ حلالی
کی حیات

عرس، بزرگوں اور ولیوں کو مشکل میں پکارنا، ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا، وسیلہ اور نجات کا ذریعہ جاننا، ان کے چلے نکالنا، ان کے نام کے دن منانا، ان کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر و نیاز دینا، صدقات و خیرات کرنا، گویا کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ناامید نظر آتے تھے اور توحید سے بالکل دور ہو چکے تھے، اور اسی وجہ سے عمل میں بہت کوتاہی واقع ہوئی، لوگ بے عملی اور برے کاموں میں گرفتار ہونے لگے، خود نجد کا یہ حال تھا کہ پورا علاقہ عقائد فاسدہ، خرافات و بدعات اور بے دینی کا مرکز بن چکا تھا، جگہ جگہ مصنوعی قبریں اور درگاہیں تھیں۔

شیخ نے اپنی دعوت کو ہمت، صبر و استقامت سے چلایا اور مخالفین کی طرف سے مناظرے ہوئے اور طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، بہتان و الزام تراشی گئے، لیکن شیخ نے ان سب تلخیوں کو فراخ دلی سے برداشت کرتے ہوئے اپنی دعوت کو جاری رکھا، حلقہ بڑھتے بڑھتے دعوت کا اثر حجاز تک پہنچا اور ہر طرف توحید چمکنے لگی اور لوگ پھر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے اسلام کو سمجھا حق و باطل میں تمیز ہوئی۔ امام موصوف نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں اکثر توحید کی دعوت اور شرک کی تردید پر زور دیا ہے جن کا ذکر آپ کے حالات زندگی میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ

ان سب میں آپ کی شہرہ آفاق وہ کتاب ہے جو سب سے پہلے آپ نے تصنیف فرمائی یعنی ”کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبود“، مصنف رحمہ اللہ نے اسے ابواب کی ترتیب پر لکھا اور توحید کے ہر مسئلہ کے لئے الگ باب قائم کیا جس میں آیات قرآنیہ، احادیث مرفوعہ اور پھر صحابہ کرام اور تابعین کے آثار جمع کئے آخر میں ان دلائل سے جو مسائل مستنبط سمجھے، ذکر فرمائے۔ امام الدعوۃ رحمہ اللہ نے توحید کی تینوں قسمیں بیان فرمائیں:

(۱) توحید ربوبیت

اس میں استغاثہ، استعاذہ، دعا، نذر، ذبح وغیرہ کا بیان ہے۔

(۲) توحید الوہیت

اس میں توسل، شفاعت غیر شرعیہ کی تردید فرمائی۔

(۳) توحید صفات

اس میں جہمیہ، مشبہہ اور مؤولہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید فرمائی، لیکن مختصر اور قدرے جامع نیز سحر، جادو، ٹونہ، تعویذ گنڈہ، بدفالی، حلف لغیر اللہ جیسے امور شرکیہ کا بھی رد فرمایا امام موصوف نے شروع عنوان میں حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بطور مقدمہ پیش کیا ہے جس میں یہ بیان ہے۔

حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (مسلم کتاب الایمان باب حق اللہ۔۔۔۔۔)

”اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو (قبر و قیامت میں) عذاب میں نہ ڈالے۔“

امام موصوف نے اسی حدیث سے کتاب کا نام اخذ کیا گویا کتاب اسم با مستحی ہے اس حدیث اور جو آیات اس سے قبل ذکر کی ہیں، ان سے چوبیس مسائل اخذ کئے ہیں جن سے مصنف کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے ان میں سے بطور نمونہ کے دو مسئلے یہ ہیں:

(۱) ان العبادة هي التوحيد

(۲) ان عبادة الله لا تحصل الا بالكفر بالطاغوت

مقدمہ کے بعد چھیا سٹھ ابواب قائم کئے ہیں، ہر باب کئی مسائل کا حامل ہے گویا کہ

حقیقۃ التوحید
اور
تلاک و تلوک
کی حکمت

یہ عقائد کی ایک جامع مگر مختصر اور عام فہم کتاب ہے۔

پہلے چار ابواب میں توحید کی فضیلت و ضرورت بیان کی اور اس کی طرف دعوت کی ترغیب دی، اور شرک سے ڈرایا گیا ہے اس کے بعد ایک باب توحید کی وضاحت اور تشریح کے لئے رکھا ہے۔ پھر شرک کے اقسام بیان کرنے کے لئے دس ابواب قائم کئے۔ پھر شفاعت اور اس کے لواحق کے لئے دو باب، اور غلو کی مذمت اور اس کے نتائج بد بیان کرنے کے لئے پانچ ابواب رکھے ہیں۔

اس کے بعد سات ابواب میں کچھ رسوم شرکیہ بیان فرمائی ہیں۔ پھر ان امور کو بیان کیا ہے جن کا تعلق عقیدہ سے ہے مثلاً محبت، خوف، توکل، امید اور صبر کو پانچ ابواب میں بیان فرمایا ہے۔

پھر دو باب اخلاص کی ترغیب اور ریا سے ترہیب کے لئے ذکر کئے، بعدہ دو باب تحاکم الی الطاغوت اور اطاعت غیر اللہ کی تردید میں لائے۔

پھر سترہ ابواب میں توحید صفات کو بیان کیا۔ پھر چار ابواب میں تقدیر کے احکام بیان کئے اور قدریوں کی تردید کی اور آخری سات ابواب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور اس کے اعلیٰ و ارفع ہونے کو بیان فرمایا۔

اس حسن ترتیب نے سلف صالحین کی تصنیف و تبویب کی یاد تازہ کر دی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا وہ مقولہ جو انہوں نے اپنی کتاب: ”بلوغ المرام“ کی شان میں فرمایا ہے وہ اس کتاب التوحید پر حرف بحرف صادق آتا ہے کہ ”یستعین بہ الطالب المبتدی ولا یستغنی عنہ الراغب المنتہی“

اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الدرر البہیہ“ کے بارے میں

فرمایا:

(فنسبة هذا المختصر الی المطولات من الکتب الفقہیة نسبة

السببکة الذهبیة الی التربة المعدنیة)

”یعنی یہ صفت اس کتاب کی بہ نسبت ان مطولات کے نظر آتی ہے جو نویں

صدی ہجری سے لے کر آج تک توحید پر لکھی گئی ہیں۔“

اس کتاب نے شرک کے مراکز اور اہل بدعت کے کارناموں پر ایٹم بم کا کام کیا مشرکین لرزہ بر اندام ہوئے، مخالفین نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو اہل ہند نے شہید ملت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی ”کتاب تقویۃ الایمان“ کے ساتھ کیا۔ مگر بموجب فرمان الہی:

﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ وَيَأْتِيَنَّ رَبَّهُ﴾ (الاعراف ۷/۵۸)

”جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی ہے۔“

جن خوش نصیب افراد کے اندر ایمان کی تمنا موجود تھی، ان کو صحیح راستہ معلوم ہوا پھر ارض نجد توحید سے منور ہوئی جس کے آثار آج تک موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے (ان شاء اللہ) جن لوگوں کے اندر عملی تغیر کافی حد تک آگیا تھا وہ توحید سے سرشار اور پیکر عمل نظر آنے لگے۔

اس کتاب سے عرب و عجم کے کئی ملکوں کے افراد نے استفادہ کیا اور توحید کی راہ معلوم کر کے شرک و بدعت سے تائب ہوئے خاص کر شیخ کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب المتوفی ۱۲۰۸ھ جو آپ کے سخت مخالف تھے بلکہ جنہوں نے ان کی تردید میں ایک رسالہ بنام الصواعق الالہیہ فی الرد علی الوہابیۃ لکھا تھا مگر چونکہ سلیم القلب تھے محض حسد و بغض اور عناد پر ان کی تردید مبنی نہ تھی اس لئے بالآخر حق کو سمجھا اور اپنے غلط عقائد سے رجوع الی الحق ہوئے اور اپنے بھائی شیخ کے پاس تائب ہو کر آئے جیسا کہ علامہ حسین بن غنام احسانی المتوفی ۱۲۲۵ھ نے اپنی کتاب ”روضۃ الافکار“ صفحہ ۹۶ جلد اول طبع اول میں ۱۹۰ھ کے حوادث میں ذکر کیا ہے اور شیخ سلیمان بن حنمان نے اپنی کتاب ”الضیاء الشارق“ کے صفحہ ۶۰ میں ذکر کیا ہے۔ مثل مشہور ہے:

(الاقارب کالعقارب)

”قریبی رشتے دار بچھوؤں کی مانند ہوتے ہیں“

بھائیوں کی رقابت بڑی خطرناک اور نا عاقبت اندیش ہوتی ہے۔ مگر یہ امام الدعوة رحمۃ اللہ علیہ کے حسن خلق، رواداری، اور شیریں بیانی اور صحت استدلال و قوت معارضہ جیسی ہمہ گیر اوصاف سے متصف ہونے کی تین دلیل ہے کہ ان کے بھائی نے باوجود شدت مخالفت کے آخر حق کی طرف رجوع کیا اور اپنے بھائی کا ساتھ دیا، ایسی توفیق اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخشنے۔ (آمین)

کتاب التوحید کی شروحات

کتاب التوحید کی اہل علم نے شرحیں بھی لکھیں جیسے علامہ احمد بن حسن نجدی نے الدر النضید لکھی جو ۱۳۱۱ھ کو دہلی میں چھپی۔

دوسری شرح شیخ کے پوتے محدث شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے لکھی، آپ ۱۲۰۵ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

بڑے بڑے اساتذہ کے علاوہ امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ سے بھی آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ نے کتاب التوحید کی شرح بنام ”تیسیر العزیز الحمید“ لکھی، لائق مصنف مقدمہ میں اس شرح کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وصنف رحمہ اللہ تعالیٰ التصانیف فی توحید الانبیاء والمرسلین
والرد علی من خالفہ من المشرکین ومن حملتها کتاب التوحید
وهو کتاب فرد فی معناه لم یسبقہ الیہ سابق ولا لحقہ فیہ لاحق،
وهو الذی قصدت الکلام علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ وان کنت لست
ممن یتصدی لہذا الشان لکن لما رأیت الکتاب لم یتعرض للکلام
علیہ احد یعتقد بہ ورأیت تشوق الطلبة والإخوان الی شرح ینی
ببعض ما فیہ من المقاصد احبت ان اسعفہم بمرادہم علی حسب
طاقتی۔) الخ، (تیسیر العزیز الحمید۔ ص: ۲۴)

”مصنف رحمہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کی بیان کردہ توحید کے موضوع سے متعلق اور مشرکین میں سے جنہوں نے اس توحید کی مخالفت کی ان کے بارے میں کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک تصنیف کتاب التوحید ہے، جو اپنے موضوع میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ نہ اس اسلوب کی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی نہ بعد میں، میں ان شاء اللہ اسی کتاب کے بارے میں معروضات پیش کروں گا۔ اگرچہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اس کے درپے ہوں لیکن جب میں نے کتاب دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ اس پر کسی نے تعرض نہیں کیا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ طلباء اور برادران اہل علم اس کی شرح کے لئے ایک شوق اور تڑپ رکھتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے خواہاں ہیں کہ یہ کن امور پر مشتمل ہے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی علمی بساط کے مطابق یہ خدمت سرانجام دوں۔“

یہ شرح نہایت عمدہ اور علمی خزانے کا مجموعہ ہے اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ شارح رحمہ اللہ نے تشریح متون، احادیث کے ساتھ احادیث پر محدثانہ کلام کیا ہے اور جو روایات اصل کتاب میں بغیر حوالہ منقول ہیں ان کی تخریج کی ہے۔ کئی روایات کو بالاسانید ذکر کیا ہے اور جرح و تعدیل و اختلاف روایات اور زیادات وغیرہ کو بھی بیان کیا ہے، جن محدثین کی کتابوں سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں ان کے تراجم و حالات مختصر بیان کئے ہیں اور شیخ رحمہ اللہ کی اصطلاحات کو بھی اچھی طرح واضح کیا ہے اور السنن و المسند کی بھی تعیین کی ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے، ہمارے خیال میں ”کتاب التوحید“ کی اس شرح کو احادیث سے استفادہ کرنے والوں کے لئے سامنے رکھنا ضروری ہے کیونکہ شارح رحمہ اللہ نے صحیح و غیر صحیح کی نشاندہی بھی کی ہے اور جہاں متابعت و شواہد مل سکتے ہیں ان کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

الغرض کوئی الجھد بیٹ اور اور خالص توحید کی معرفت حاصل کرنے والا اس کتاب سے بے نیاز اور مستغنی ہو سکتا، مگر افسوس کہ شارح رحمہ اللہ اس شرح کو

پورانہ کر سکے، ”باب ماجاء فی منکر القدر“ تک شرح کی۔ باقی آخری سات ابواب کی شرح ”علامہ ابو بکر زہیر شاولیش“ نے فتح الحجید سے مکمل کی۔ کماذکرہ فی المقدمہ و فی حاشیۃ التیسیر۔ ص: ۶۹۱)

یہ شرح دو مرتبہ شائع ہوئی ہے۔ پہلی بار ۱۳۸۲ھ میں دوسری مرتبہ ۱۳۹۰ھ میں شیخ زہیر شاولیش کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

یہ سب سے پہلی شرح اور باقی تمام شروح کا ماخذ ہے

اس کے بعد امام الدعوة شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے دوسرے پوتے امام الموحدین علامہ شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے ”فتح الحجید“ کے نام سے کتاب التوحید کی شرح لکھی، جو دراصل تیسیر العزیز الحجید کا خلاصہ ہے شارح رحمہ اللہ نے اسے حسن ترتیب اور مناسب تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے چنانچہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

(ولما قرأت شرحہ رأیتہ اطنب فی مواضع وفی بعضها تکرار یتستغنی بالبعض منہ عن الكل ولم یکلمہ فاخذت فی تہذیبہ و تقریبہ تکمیلہ وربما ادخلت فیہ بعض النقول المستحسنۃ تنمیماً للفائدۃ۔)

”میں نے شرح پڑھی تو بعض مقامات پر بہت طوالت لئے ہوئے تھی اور بعض میں تکرار تھا، اگر کم الفاظ میں بھی بات بیان کر دی جاتی تو پوری بحث کو کفایت کر جاتی، مگر ہاں ہمہ کتاب مکمل نہ تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی تہذیب و تقریب اور تکمیل کا کام شروع کیا متعدد مقامات پر بعض ایسی چیزیں نقل کیں جو اس کو مفید بنانے کے لئے بہر طور ضروری تھیں۔“

شارح رحمہ اللہ نے واقعی پورا حق ادا کیا اور لفظی و لغوی تحقیق کے ساتھ احکام و مسائل کو بسط و تفصیل کے ساتھ دل کش عبارت میں بیان کیا۔ اسی وجہ سے یہ کتاب خواص و عوام کا مرجع رہی ہے ہر عالم کے گھر میں یہ کتاب ضرور ہوگی۔ کئی علماء نے اس کو حفظ کر رکھا ہے اور تقریروں اور درسوں میں اس شرح کی پوری عبارتیں زبانی

پڑھ کر سنا تے ہیں، نجد و حجاز اور دوسرے عرب ممالک حتیٰ کہ ممالک عجم میں بھی جو توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، اس شرح کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقبولیت صرف توحید کی برکت سے ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

اس شرح میں توحید اور شرک کے سب مسائل کو بیان کیا گیا ہے، گویا مسائل توحید کے لئے یہ کتاب دائرۃ المعارف یا انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ شرح کئی بار شائع ہوئی ہے، اور ہر بار ہاتھوں ہاتھ نکل کر ختم ہوتی رہتی ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ کتاب التوحید پر مختصر حاشیہ بھی لکھا ہے جو ”قرۃ عیون الموحدین“ کے نام سے چھپ چکی ہے۔ ان کے علاوہ اور علماء نے بھی شرحیں لکھیں، جیسے

علامہ شیخ حمد بن علی بن عتیق نے ”ابطال التمدید باختصار شرح التوحید“ لکھی،

علامہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی نے ”القول السدید“ کے نام سے ایک تعلق لکھی، یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

فتح المجید کا علمی مقام

فتح المجید اس لائق ہے کہ اس کا تمام مروجہ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے اس وقت توحید الہی کو اطراف الارض میں پھیلانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے اور اس طرح موجودہ اہل حق اپنے اسلاف کے نیک اور اچھے اخلاف بن سکتے ہیں اور اشاعت توحید اور تبلیغ و دعوت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اس سنت حسنہ کا آغاز ہمارے معاصر دوست ”مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس انصار السنۃ الحمدیہ پاکستان“ نے کیا ہے آپ نے فتح المجید کا اردو ترجمہ لکھا ہے موصوف نے مکہ المکرمہ حرم شریف میں بیٹھ کر یہ کام کیا اور اتم الحروف کو بیت اللہ شریف

کے سامنے بیٹھ کر حرفا حرفا سنا تے رہے اور چابجا مشورے بھی لئے، جزاء اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً۔

یہ واقعہ ۱۳۹۳ھ کا ہے، مترجم موصوف نے بڑی محنت کی ہے علمائے کرام خصوصاً شیوخ الحرمین الشریفین سے مشورے لئے اور تراجم و تفاسیر کا مطالعہ کیا اور اللہ کریم کی مدد خاص سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ترجمہ نہایت سلیس، عام فہم، اور بامحاورہ ہے، مضامین میں ربط کا خاص خیال رکھا ہے، دور حاضر کی مروجہ اردو استعمال کر کے ترجمہ کو آسان بنا دیا ہے اور متن و شرح دونوں کے الگ الگ ترجمہ کرنے سے حسن ترتیب میں اضافہ ہوا ہے جسے اہل قلم تحسین کی نگاہ سے دیکھیں گے، عام اردو دان اس سے پورا فائدہ حاصل کریں گے توحید باری تعالیٰ کو سمجھ کر اپنا عقیدہ درست کریں گے اور غلط عقائد (شرک و بدعت) سے توبہ کر کے راجع الی الحق ہوں گے۔

لائق مترجم نے جس بوجھ کو اٹھایا تھا وہ جتنا بھاری تھا بحول اللہ و توفیق اتنا ہی دشوار بھی مگر بموجب وعدہ الہی

﴿وَمَنْ يَنْقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق ۶۵/۴)

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔“

آپ نے ہمت نہیں باری اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کام شروع کیا اور اسی کی توفیق خاص سے کامیاب ہوئے۔

مترجم موصوف نے یہ حق ادا کر کے دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کی ہے اور اس حدیث مبارکہ کے مصداق بنے ہیں۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهَا وَمِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا۔ (ابن ماجہ)۔ کتاب السنۃ باب من سن

سنة حسنة اور سيئة۔ رقم الحديث ۲۰۳)

”جو ایسی سنت حسنہ قائم کرے جس کا اس کے بعد تتبع کیا جائے تو اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور جو لوگ اس کے مطابق عمل کریں گے، اس کا اجر بھی ملے گا مگر ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔“

اس کتاب کا پہلی بار ترجمہ کیا گیا ہے اور ایسے وقت میں کیا گیا ہے جبکہ اس کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ لائق مترجم نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے اور کم از کم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ان پر ضرور صادق آتا ہے۔

نعمة البدعة هذه

امید ہے دوسری زبانوں والے بھی اس طرح اپنی اپنی زبانوں میں اس شرح کے تراجم لکھ کر اپنا حق ادا کریں گے۔ واللہ الموفق دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم کو اس سنت حسنہ کے بدلے نیک جزا بخشے، توحید پر عمل کرنے والوں کے اجر عظیم میں ان کو شریک فرمائے اور اس ترجمے کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائے، ”انہ تعالیٰ سمیع قریب۔“

حیات امام الدعوة

شیخ الاسلام والاسلمین علم العلماء المجاہدین، امام الدعوة السلفية الصابر ناصر السنة السنیة، قاصع البدعة الشیخة، الصابر فی الحنيفة، الثابر علی العبادة احد مجددی العصر، محدث زماں، فقیہ دوراں، محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن معصود بن زلیس بن زاخر بن محمد بن علوی بن وہب التمیمی ہیں یہ نسبت نجد کبریٰ کے ایک قبیلہ کی طرف ہے۔

ولادت

آپ شہر عینہ میں جو مملکت سعودیہ کے دار السلطنت ریاض کے شمال کی طرف واقع ہے ۱۱۱۵ھ میں علم و فضل کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد الشیخ

عبدالوہاب بن سلیمان رحمہ اللہ علم و فضل اور نیک خلق جیسی صفات حسنہ سے متصف تھے جو آپ کو آبائی ورثہ میں ملی تھیں۔ آپ کے جد امجد شیخ سلیمان بن علی نجد کے رئیس العلماء تھے، علوم دینیہ میں علماء وقت کے مرجع تھے تصنیف و تدریس اور افتاء میں ماہر تھے آپ نے مناسک حج پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔

تعلیم

امام صاحب نے اپنے پیدائشی شہر میں والد مکرم سے تربیت حاصل کی اور ان سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب پڑھیں، آپ کو بچپن ہی سے سلف کی کتابوں کے مطالعے کا بے حد شوق تھا خاص طور پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف کا بڑے شوق سے خوب مطالعہ کیا۔

رحلات

پھر سفر حج کو نکلے یہ فریضہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے تعلیم حاصل کی، جن میں خاص اور قابل ذکر ہستیاں یہ ہیں:

- | | |
|------------------------------|-------------------------------|
| (۱) شیخ عبداللہ بن یوسف نجدی | (۲) شیخ عبداللہ بن ابراہیم |
| (۳) شیخ محمد حیات السندی | (۴) شیخ آفندی داغستانی |
| (۵) شیخ اسماعیل عجلمونی | (۶) شیخ عبداللہ عفاقتی احسانی |
| (۷) شیخ محمد عفاقتی احسانی | |

بصرہ میں ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا۔ جن میں شیخ محمد الجموعی کا اسم گرامی بھی شامل ہے اور شام میں شیخ عبداللہ بن عبداللطیف الشافعی سے استفادہ کیا اس کے بعد نجد میں آکر مطالعہ میں منہمک ہو گئے۔

مزاج و اخلاق

دوسری باتوں اور حکایتوں کے بجائے آپ کی تصانیف آپ کے صحت مزاجی اور نیک خلقی کی صحیح ترجمان ہیں۔ کتاب التوحید ہی کو لیجئے کہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کس طرح سنجیدگی اور متانت کے ساتھ مسائل بیان کئے ہیں تعصب و عناد کی بوتیک نہیں ملتی۔ حاشا اللہ من ذالک

حافظے کا یہ عالم تھا کہ دس سال کی عمر سے پہلے قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ان کی ذکاوت و ذہانت سے آپ کے والد مکرم اور دوسرے شیوخ بہت متاثر تھے آپ کے اخلاق حسنہ نے کئی ایک مخالفوں کو آپ کے سامنے پیش ہونے پر مجبور کر دیا۔

دعوت

امام صاحب رحمہ اللہ نے مسائل توحید پر اور جو اس وقت شرکیہ رسوم مروج تھیں، ان کے متعلق علمائے عصر سے مباحثے کئے اور کئی علماء آپ کے ہم خیال ہوئے۔ اسی طرح درس و تدریس اور خطبات و تقاریر سے عوام کو مائل الی الحق کیا۔ تصانیف سے علمائے کرام کو جو د اور کابلی کے اندھیروں سے باہر نکالا، کئی امراء و شیوخ اور بعض اقارب کو خطوط لکھے جن میں دعوت الی اللہ کی وضاحت فرمائی اور شرک و بدعت کی برائیاں بیان کیں محض زبانی گفتگو اور زور کلام سے نہیں بلکہ دلائل و براہین سے اور دل نشیں جو ابیات اور ایسی عبارات سے جو علم و حکمت سے پر ہوں اور ادب و حلاوت کا نمونہ ہوں آپ کی دعوت

﴿ اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَدِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ (النحل ۱۶/۱۲۵)

”اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔“
کی عملی تفسیر تھی، حاسدین اور معاندین کے علاوہ آپ کی دعوت سے کسی کو

اختلاف نہ تھا۔

جہاد

عہد طفولیت سے ہی آپ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ غالب تھا۔ اس مرد مجاہد نے زبان و قلم اور پھر تلوار سے بھی جہاد کیا، جلاوطنی اور ہجرت جیسی تکلیفوں سے بھی نہ بچ سکے، شرک و بدعت کے بہت سے مراکز کو ختم کیا اور بعض ان درختوں کا استیصال بھی کیا جن کی پرستش ہوتی تھی۔

امام موصوف بہت عزم و ہمت کے مالک تھے چنانچہ زانیہ عورت کو رجم کی سزا دینے پر جب حاکم احساء و قطیف سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحمید نے شیخ الاسلام کے خاص معاون امیر عیینہ عثمان بن معمر کو دھمکی دی اور وظیفہ وغیرہ اور امداد بند کرنے سے ڈرایا تو شیخ نے انہیں بایں الفاظ تسلی دی:

(ان هذا الذي اقمتم به ودعوت اليه كلمة لا اله الا الله واركان الاسلام والامر بالمعروف والنهي عن المنكر فان انت تمسكت ونصرته فان الله سبحانه يظهرك على اعدائك فلا يزعمك سليمان ولا يفزعك)

”جس چیز کو تم لے کر اٹھے ہو اور جس کی طرف دعوت دی ہے وہ یقیناً کلمہ لا الہ الا اللہ ارکان اسلام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اگر تم نے اس سے تمسک کیا اور اس کی نصرت کا بیڑا اٹھایا تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دشمنوں پر غالب کرے گا اور سلیمان غم و تکلیف میں نہ ڈال سکے گا۔“

ظاہر ہے یہ توکل اور پختگی اسی شخص کے اندر پائی جائے گی، جس کے رگ و ریشہ میں توحید سمائی ہوئی ہو۔ خوف کے ہر مقام میں صرف تقویٰ الہی اس کے دل میں موجزن ہو، اور شرک و بدعت سے اس کا دم، لحم و شحم سب پاک ہو، جس پر اللہ کا خوف غالب ہو اس کا یہی حال ہوتا ہے کسی دوسری شخصیت کی ہیبت اس پر طاری نہیں

ہو سکتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو کیونکہ

﴿ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ﴾ (الأحزاب ۴/۳۳)

”اللہ نے کسی شخص کے دھڑ میں دو دل نہیں رکھے“

ایسے توکل کی مثال رسول اللہ ﷺ کا سچا محبت اور صادق پیروکار ہی پیش کر سکتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جب فرعونی لشکر نے ان کا تعاقب کیا تو:

﴿ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّ لِمُذَرِّكُونَ ﴿۳۱﴾ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَقِيٍّ

سَيَهْدِينِ ﴿۳۲﴾ (الشعراء ۲۶۶-۶۱-۶۲)

”موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے، موسیٰ نے کہا ہر

گز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔“

مقام غور ہے کہ سامنے دریا ہے اور پیچھے دشمن کی یلغار، پھر بھی یہ عزم رکھنا کہ دشمن ہر گز ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ عملی توکل کی ایسی ہی مثال امام الدعوة نے پیش کی کہ

دیکھ کر تجھ کو پھری آنکھوں میں صورت سلف کی

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے انصار و مددگار بھی پیدا کئے امام شوکانی اپنی کتاب ”البدور الطالع“ جلد اول، ص ۲۶۲ میں امام سعود بن عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وكان جده محمد شيخاً لقربته التي هو فيها فوصل اليه الشيخ العلامة محمد بن عبد الوهاب الداعى الى التوحيد المنكر على المعتقدين فى الاموات فاجابه وقام بنصره وما زال يجاهد من يخالفه وكانت تلك البلاد قد غلبت عليها امور الجاهلية وصار الاسلام غريباً۔

”اس کے دادا محمد کے پاس جو اس کا شیخ تھا شیخ علامہ محمد بن عبد الوهاب

گئے جو داعی توحید اور مردوں کی اعانت کا عقیدہ رکھنے والوں کے مخالف تھے اس نے شیخ کی اعانت و نصرت کا وعدہ کیا اور وہ ہمیشہ ان کے مخالفوں کے خلاف جہاد کرتا رہا یہ وہ شہر تھے اور یہ وہ علاقہ تھا، جہاں امور جاہلیہ غالب آگئے تھے اور اسلام اجنبی ہو کر رہ گیا تھا۔“

امیر موصوف کے پورے خاندان نے شیخ کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ میں نمایاں حصہ لیا، اہل علم میں احمد بن سویلم اور اعسی بن قاسم خصوصیت سے مشہور ہیں اہل اثر و سرخ میں سے محمد الخزیمی عبداللہ و غنیر، سلیمان بن الوشقری، احمد بن حسین پیش پیش تھے۔

سیرت و معمولات

امام الدعوة رحمۃ اللہ علیہ سنت کے حامی، بدعت کے ماحی، تفسیر و حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم، علوم اور قواعد میں مہارت تامہ رکھنے والے تھے، علل و رجال پر وسیع نظر تھی اصولی و فروعی مسائل کے متعلق معلومات میں یگانہ روزگار تھے آپ کی زندگی صلاح، نیک سیرت اور طہارت باطنہ کی حامل تھی، ذکر و اذکار، عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے متواضع رحم دل اور مہمان نواز تھے، دن میں کئی بار عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ اصول فقہ اور علوم عربیہ کے دروس اور مجالس منعقد ہوتی تھیں، صابر حلیم، غصہ پر قابو پانے والے تھے مگر دین کے بارے میں سخت اور غیر تمند تھے۔

عقیدہ و مذہب

آپ عقیدہ و عملاً سلفی تھے خود ان کی تصانیف ان کے مذہب و عقیدہ کا تعارف کراتی ہیں، اسی کتاب التوحید کو دیکھتے وہ عقائد بیان کئے ہیں جن پر سلف صالحین، صحابہ کرام و تابعین گزرے ہیں، صحیح بخاری کی کتاب التوحید اور کتاب التوحید لابن خزیمہ اور کتاب الایمان لابن مندہ اور کتاب اعتقاد السلف للبیہقی وغیرہ کے ابواب کا خلاصہ اور امام عثمان دارمی اور امام عبداللہ بن الامام احمد وغیرہما کی کتابوں کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ آپ

محقق تھے، جاہد مقلد نہیں تھے۔ کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی کا قول و فعل یا رائے اور قیاس کو حجت نہیں جانتے تھے بلکہ اس کے سخت خلاف تھے، کتاب کا ایک عنوان قائم کرتے ہیں کہ

باب من اطاع العلماء والامراء في تحريم ما احل لغير الله او تحليل ما حرم الله فقد اتخذهم ارباباً من دون الله

اس کے بعد متصل دوسرا باب ”تحاکم الی الطاغوت“ کی مذمت میں ذکر کیا ہے، یہی شیخ کا مسلک تھا جسے ورثہ میں اپنی اولاد کے لئے چھوڑا۔ چنانچہ آپ کے خاندان کا ایک فرد شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب اپنا اور اپنا آبائی مسلک یوں بیان کرتے ہیں:

(و اذا بانث لنا سنة صحيحة عن رسول الله عليه وسلم عملنا بها ولا نقدم عليها قول احد كائناً من كان بل نلتقيها بالقبول والتسليم لان سنة رسول الله ﷺ في صدورنا اجل واعظم من ان نقدم عليها قول احد فهذا الذي نعتقده وندين الله به) (الهدية السننية ص: ۹۳)

”ہمیں جب رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ مل جائے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اسی کو مانتے اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں اس پر کسی کے قول کو مقدم نہیں ٹھہراتے اس لئے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت انتہائی اہمیت و عظمت کی حامل ہے اس پر ہم کسی کے قول کو ترجیح نہیں دے سکتے یہی ہمارا عقیدہ اور یہی ہمارا دین ہے۔“

مخالفت

ایسے مصلح و مجدد کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں

﴿ كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

بَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ (الذاریات ۵۱/۵۲)

”یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا

جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔“
خود انبیاء کرام علیہم السلام کی بڑی شدت سے مخالفت ہوئی شیخ الاسلام کے
مخالفین نے بہتان تراشی اور افتراء پر دازی کو اپنا حربہ بنایا جس کی چند مثالیں پیش ہیں کسی
نے کم علمی و کم فہمی کا الزام دیا سید انور شاہ کشمیری نے یوں کہا ہے:

اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فإنه كان رجلاً بليداً قليل العلم

فكان يتسارع الى الحكم بالكفر (فيض الباری جلد ۱، ص ۱۷۱)

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبد الوهاب بلید الذہن کم علم شخص تھے اور

دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بہت تیز تھے۔“

تعصب کا برا ہو، کیا شاہ صاحب نے شیخ رحمہ اللہ کی تصنیف کا مطالعہ نہیں کیا
ہو گا یہی کتاب التوحید جو کسی چھوٹے بڑے عالم سے مخفی نہیں اس مؤلف کو قلت علم
وغیرہ کی طرف منسوب کرنا سراسر تعصب اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟
کسی نے تکفیر و قتل علماء کا الزام لگایا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتا ہے:

كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد

وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم

اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون

واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم - (رد المختار حاشیہ

الدر المختار، ج ۴، ص ۲۶۲، طبع ثانیہ)

”جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہوا محمد بن عبد الوهاب کے متبعین کو دیکھئے کہ وہ

نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غالب آگئے، وہ خود کو حنبلی مذہب کی

طرف منسوب کرتے ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں،

ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں، انہوں نے اہل سنت اور ان

کے علماء کے قتل کو مباح قرار دیا ہے۔“

یہ الزام جتنا جھوٹ اور افترا ہے اتنا ہی بے معنی، خود ان کی تصنیف اس کی تکذیب کرتی ہے۔ کتاب التوحید میں ان کاموں کو شرک بتایا ہے جن کا قرآن و حدیث اور آثار سلف سے شرک ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ شیخ اور ان کی جماعت کا کوئی نیا عقیدہ تھا جس کی مخالفت کرنے والے کو شرک سمجھتے تھے چنانچہ ایک باب توحید کی تفسیر میں لاکر مسلم شریف کی یہ حدیث ذکر کرتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَّمَ مَالَهُ وَدَمَهُ
وحسابہ علی اللہ (مسلم کتاب الایمان: باب الأمر بقتال الناس
حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ)

”جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور جس چیز کی اللہ کے بغیر عبادت کی جاتی ہے اس سے کفر کیا اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔“

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

هذا من اعظم ما بين معنى لا اله الا الله فانه لم يجعل التلفظ بها
عاصماً للدم والمال بل ولا معرفة معناها مع لفظها بل ولا الإقرار
بذلك بل ولا كونه لا يدعوا الا الله وحده لا شريك له بل ولا يحرم
ماله ودمه حتى يضيف الى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله فان
شك او توقف لم يحرم ماله ودمه. فيالها من مسألة ما اعظمها
واجلها وباله من بيان ما اوضحه حجة ما اقطعها للمنازع۔

”یہ ایک بہت بڑی چیز ہے جو لا الہ الا اللہ کے معنی و مفہوم کو واضح کرتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقط اس لفظ کا زبان سے ادا کر دینا خون اور مال کی حفاظت کا ضامن بن جاتا ہے بلکہ اس لفظ کے ساتھ ساتھ اس کے معنی کی معرفت اور اس کا اقرار بھی اس کا ضامن نہیں ہو سکتا، اور زبان سے یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ وحده لا شریک لہ کے سوا کسی کو نہیں پکارے گا، اس کے دم

و مال کو نہیں بچا سکتا اس کو اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ماننے سے انکار کر دے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اگر وہ اس میں شک یا توقف کرے گا تو پھر بھی اس کا مال اور خون حرام نہیں ہو گا اندازہ کرو کہ یہ کس درجہ عظیم الشان اور جلیل القدر مسئلہ ہے اور اس کی تعین و وضاحت، مخالف کے لئے کس درجہ اپنے اندر حجت قاطع لئے ہوئے ہے۔“

اس باب سے چند امور واضح ہوئے۔

جو شخص موحد ہے اس کا خون اور مال دوسروں پر حرام ہے۔

توحید سے وہی مراد ہے جو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے۔

اور وہ صرف کلمہ پڑھ لینے یا ایک اللہ کو پکارنے پر کافی نہیں بلکہ

اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر اس چیز کا انکار کرے کہ ماسوی اللہ جس کی پرستش

کی جاتی ہے۔ اس صراحت کے بعد کون عقلمند ہو گا جو اس الزام کو باور کرے گا، جس کا

ذکر ابن عابدین نے کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے تو وہی عقیدہ ذکر کیا ہے جو کتاب و سنت

میں مذکور ہے اور جو شخص بموجب کتاب و سنت موحد ہے، اس کے خون بہانے یا مال

لینے کو حرام بتاتے ہیں، شیخ الاسلام نے جو توحید کی تفسیر بیان کی ہے وہی حدیث بالا

میں مذکور ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کتاب ”کشف الشبهات“ میں فرماتے ہیں:

الرجل اذا اظهر الاسلام وحب الكف عنه، الخ۔

”انسان جب اپنے اسلام کا اظہار کر دے تو اس سے ہاتھ روک لینا ضروری

ہے۔“

اسلام وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا، اور جس پر صحابہ عامل تھے، یہی

اہل سنت ہیں۔

مجدد الدعوة الاسلامیہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اپنے ایک

رسالے میں اسلام کو یوں بیان کیا ہے۔

فاذا قيل لك ايش دينك؟ فقل ديني الاسلام- واصله وقاعدته امران-
الاول الامر بعبادة الله وحده، لاشريك له والتحرير على ذلك
والموالاة فيه وتكفير من تركه والانذار عن الشرك في عبادة الله
التغليظ في ذلك والمعادة فيه والتكفير من فعله وهو مبني على
خمسة اركان شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واقام
الصلوة وإيتاء الزكاة، وصوم رمضان وحج البيت مع الاستطاعة۔

”جب تم سے پوچھا جائے کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو تم کہو میرا دین اسلام ہے
اور اس کی بنیاد اور اساس دو چیزیں ہیں، اول اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت
کا حکم دینا اس کی ترغیب دینا، اس کی بنیاد پر دوستی اور تعلقات قائم کرنا جو اس
کو چھوڑ دے اس کو کافر قرار دینا اللہ کی بندگی میں شرک کے ارتکاب سے
ڈرانا، اس میں سختی سے کام لینا اور دشمنی کا اظہار کرنا، جو شخص پانچ ارکان
اسلام سے انکار کرتا ہے، اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ ہیں لا اله الا اللہ محمد
رسول اللہ کی شہادت، اقامت نماز، ادائیگی زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور
اگر استطاعت ہو تو حج بیت اللہ۔“

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک کون مسلمان ہے اور
کون واجب القتل یا لائق عداوت ہے اس سے مخالفین کے تمام الزامات رفع ہو جاتے
ہیں۔

شیخ سلیمان بن عثمان نجدی رحمہ اللہ نے ”کتاب الہدیۃ السنیۃ والتمیۃ الوہابیۃ“ ان ہی
الزمامت کی تردید میں لکھی ہے جس کا مطالعہ کر کے شبہات کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اس
میں رسالہ سوم شیخ کے فرزند ارجمند علامہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب کا ہے۔ جس
میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

ولانکفر الا من بلغته دعوتنا للحق ووضحت له الحجة وقامت عليه

تعمیر توحید
اور
تلاک و تلامذہ
کی کتاب

الحجة واصر مستكبرا معاندا كغالب من نقاتلهم اليوم يصرون على ذلك الاشرار ويمتنعون من فعل الواجبات ويتظاهرون بافعال الكبائر المحرمات (الهدية السنوية: ٣٤، مطبوعه ١٣٨٩هـ)

”ہم صرف اسی شخص کی تکفیر کرتے ہیں جس کو ہماری دعوت حق پہنچ گئی اس کے سامنے دلیل واضح اور حجت قائم ہو گئی ہے لیکن وہ تکبر و عناد کی بنا پر کفر پر مصر ہے جیسا کہ ہم اس دور میں ان اکثر لوگوں سے قتال کرتے ہیں جو شرک پر اصرار کناں ہیں۔ واجبات و فرائض پر عمل پیرا ہونے سے گریزاں ہیں اور محرمات کبائر کا برملا اظہار کرتے ہیں۔“

اس صفائی کے بعد اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ والحمد للہ کسی نے یہاں تک کہا:

(الظاهر من حال محمد بن عبد الوهاب انه يدعى النبوة الا انه ما قدر على اظهار التصريح بذلك)

”محمد بن عبد الوهاب“ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ دار تھا مگر وہ بصراحت اس کے اظہار پر قادر نہ تھا۔“

(رسالہ محمد بن عبد الوهاب مصنفہ علامہ مسعود عالم ندوی بحوالہ مصباح الانام ورق

نمبر ٦٥، وکلکتہ گزٹ ٢٠ ستمبر ١٨٦٥ء، ضمیمہ صفحہ ٣٥-٣٣)

لیکن سچ ہے کہ دروغ گور احافظہ نباشد، جب شیخ نے ظاہر ہی نہیں کیا تو پھر آپ کو معلوم کیسے ہوا؟ ”ہل شققت عن قلبہ“ علیم بذات الصدور تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ خود شیخ رحمہ اللہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

واو من بان نبینا محمدا ﷺ خاتم النبیین والمرسلین (الدرر السنیہ جلد

اول ص ٢٩)

”میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم

المرسلین ہیں۔“
ایک جگہ فرماتے ہیں:

و حق الانبياء الإيمان بهم وبما جاؤا به وان محمدا ﷺ خاتمهم
وافضلهم۔ (الدرر السننيه : جلد ۲۰ : ۸۱)

”انبیاء علیہم السلام کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان پر اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں
اس پر ایمان لایا جائے..... اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء اور سب سے افضل
ہیں۔“

شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اپنا
اور اپنے اسلاف کا یہی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

ونؤمن ان محمدا ﷺ خاتم النبیین والمرسلین (الهدية السننيه :
ص ۹۱)

”ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم
المرسلین ہیں۔“

ان تصریحات کے بعد اب اس الزام کی حقیقت کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں
رہے گی، حالانکہ کسی نے انکار حدیث کا الزام دیا جیسے احمد بن عبد اللہ باعلوی مصنف
مصباح الانام حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کی سب کتابیں اور رسائل و خطوط احادیث نبویہ
سے مشحون ہیں جگہ جگہ احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ باعلوی کے رد میں شیخ
سلیمان بن سحمان نجدی نے مبسوط کتاب ”الاستیعاب الحدیثی رد شہات علوی الحداد“ لکھ
کر اس کے تمام الزامات و افتراءات کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔

ایک اور مراتی شخص جمیل آفندی نے بھی کچھ الزامات اور بہتان جمع کئے اور شیخ
سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بھی مدلل جواب بنام ”الضیاء الشارق فی رد شہات
المازق المارق“ لکھا اور سب الزامات کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء

عقیدہ توحید
اور
تلاوت قرآن
کی عبادت

تصنیفات

امام الد عومہ رحمہ اللہ نے کئی رسائل و کتب تصنیف کئے جو سب کے سب دلائل قرآنیہ و براہین حدیثیہ سے مزین و آراستہ ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی یہی کتاب التوحید معرکہ الآراء ہے۔

(۱) کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العیبد ہے جس کا تعارف ہو چکا ہے۔

(۲) کشف الشبهات

یہ کتاب التوحید کا تتمہ ہے۔ جس میں مخالفین کے شبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ کئی بار طبع ہو چکی ہے، ان دو کتابوں کے بعد بھی سلسلہ تصنیف و تالیف جاری رہا۔

(۳) الاصول الثلاثة وادلتها

اس رسالے میں تین اہم اصول بیان کئے ہیں۔

(۱) معرفة الرب

(۲) معرفة الدین

(۳) معرفة النبی

یہ سوال و جواب کی نوعیت پر بیان کئے گئے ہیں گویا کہ دعائے مسنون ”رضیت باللہ رباً، وبالاسلام دیناً، وبمحمد نبیاً“ کی تفسیر و توضیح ہے اور قبر میں ہونے والے تین سوال کہ،

من ربك؟ ”تیرا رب کون ہے؟“

ومن نبيك؟ ”تیرا نبی کون ہے؟“

وما دينك؟ ”تیرا دین کیا ہے؟“

کے صحیح جواب دینے والوں کا عقیدہ بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ہے۔

(۴) تفسیر کلمة توحيد

اس رسالہ میں ”لا الہ الا اللہ“ کی مختصر مگر جامع اور آسان تشریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہی کلمہ کفر اور اسلام میں حد فاصل ہے اور کلمۃ التقویٰ، العروۃ الوثقیٰ بھی یہی ہے اور یہی وہ کلمہ باقیہ ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کے لئے چھوڑا ہے۔

(۵) اربع قواعد من الدین تمیز بین المؤمن والمشرکین ، اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملت ابراہیمیہ حنیفیہ شرک سے بالکل پاک ہے اس کی معرفت چار قواعد پر مبنی ہے۔

اول: یہ کہ جن کفار سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو خالق رازق، محی، ممیت، نافع، ضار، اور مدبر الامور مانتے تھے مگر صرف اسی عقیدہ کی بنا پر ان کو مسلمان نہیں سمجھا گیا۔

دوم: یہ کہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ ہم نے جن کو اللہ کا شریک بنایا وہ صرف اس لئے کہ ان کی معرفت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے حق میں شفاعت کریں گے۔

سوم: یہ کہ اس وقت مشرکین کئی قسم کی اشیاء کی پرستش کرتے تھے۔ جاندار، بے جان، شجر و حجر، شمس و قمر، انبیاء، صلحاء اور ملائکہ وغیرہ کی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے یکساں قتال کیا اور کوئی فرق نہیں کیا۔

چہارم: ہمارے دور کے مشرک ان سے بڑھ کر ہیں وہ تکلیف اور غم میں دوسروں کو بھلا کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے اور آرام و خوشی کے وقت دوسروں کو شریک کرتے تھے اس کے برعکس اب کے لوگ ہر وقت شدت و رخاء میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔

ان چار قواعد کو سمجھنے کے بغیر اقامت ملت حنیفیہ ممکن نہیں ہے۔

(۶) تلقین اصول العقیدۃ للعامة

اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس پر دلائل ذکر کئے ہیں۔ اور ایمان و اسلام

عقیدہ توحید
اور
تلاک و شریک
کی وضاحت

کے اصول اور نبوت پر ایمان اور بعثت بعد الموت پر یقین رکھنا بیان کیا گیا ہے۔

(۷) ثلاث مسائل

اس میں تین اہم مسئلے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) ہم بیکار پیدا نہیں ہوئے شریعت اسلامیہ پر عمل سے جنت ملے گی اور شریعت کی مخالفت سے جہنم۔

(۲) شریعت اسلامیہ میں سب سے بڑا اور مہتمم با نشان کام توحید ہے۔

(۳) موحدا انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے منکرین اور مخالفین کے ساتھ دوستی نہ رکھے۔

(۸) معنی الطاغوت ورؤوس انواعه

اس میں طاغوت کی یہ تعریف کرتے ہیں:

الطاغوت عام لكل ماعبد من دون الله ورضى بالعبادة من معبود او متبوع او مطاع فى غير طاعة الله ورسوله فهو الطاغوت والطواغيت كثيرة۔

”طاغوت عام ہے اور اس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے اور کسی معبود کی عبادت پر رضامندی کا اظہار کیا جائے یا اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی متبوع یا مطاع کی اطاعت کی جائے یہ سب طاغوت میں شامل ہے اور طواغیت بہت سے ہیں۔“

اس کے بعد بڑے بڑے طواغیت کو شمار کیا ہے، جیسے شیطان، ظالم حاکم، شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والے، علم غیب کے مدعی، اپنی پرستش پر راضی رہنے والے افراد۔

(۹) الاصل الجامع لعبادة الله وحده

اس میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب ایسا جامع اصول ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت ہو سکتی ہے۔

(۱۰) ستة مواضع من السيرة:

اس میں سیرت و تاریخ کے وہ چھ ادوار ذکر کئے ہیں جن میں ایک داعی الی اللہ کے لئے رہنمائی ہے۔

انذار، اہل شرک کی تردید، غیر اللہ کو وسیلہ بنانے کی مذمت، قریب ترین اور عزیز بچا ابوطالب کے حق میں استغفار سے روکنا ہجرت کا قصہ، واقعہ ردہ جس میں سب لوگ آپ کے منکر نہ تھے، تاہم سب کے ساتھ اہل اسلام نے جنگ کی۔

(۱۱) مسائل الجاهلیة

اس میں ان (۱۱۹) امور کا ذکر کیا گیا ہے جو قبل از اسلام دور جاہلیت میں مروج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت اور تردید کی جس سے اہل حق اور باطل میں تمیز ہوئی۔

(۱۲) نواقض الاسلام

اس میں وہ امور ذکر کئے ہیں جو اسلام کے منافی ہیں یہ رسائل ایک مجموعہ کی صورت میں طبع ہو چکے ہیں جس کا نام ”الجامع الفرید“ ہے۔

(۱۳) فضل الاسلام

اس میں اسلام کے شرائط اور بدعت و شرک کی برائیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

(۱۴) کتاب الكبائر

اس میں کبیرہ گناہوں کو ابواب کی صورت میں بیان کیا ہے۔

(۱۴) نصیحة المسلمین

اس میں اسلامی شعبوں کو ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۱۵) اصول الايمان

اس میں مختلف ابواب احادیث ایمان کی تشریح کی ہے۔

مذکورہ چار رسائل ”مجموعۃ الہدیۃ النجدیہ“ میں درج ہیں یہ مجموعہ متعدد بار طبع ہوا ہے آخری طبع ۱۳۸۹ھ میں ہوئی۔

عقیدتہ توحیدیہ
اور
فرائض اسلامیہ
کی وضاحت

(۱۶) تفسیر بعض سور القرآن

سورۃ فاتحہ کی عالمانہ لیکن مختصر تفسیر ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ محبت، خوف، امید اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ نیز اس میں باطل فرقوں کا رد بھی ہے، توحید ربوبیت توحید الوہیت اور توحید صفات کا مختصر خاکہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) احکام الصلوٰۃ

اس میں نماز کے شروط، ارکان، واجبات، مبطلات، وضو کے فرائض، شروط اور نواقض بیان کئے ہیں۔

(۱۸) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ

یہ کتاب ۸۳۸ھ میں طبع ہوئی، اس میں رسول اللہ ﷺ کا نسب آخری زندگی تک کے واقعات، غزوات اور سیرت کو بیان کیا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ تک خلفاء کے حالات باختصار ذکر کئے ہیں۔

(۱۹) الہدی النبوی

علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یادگار ماہیہ ناز ”کتاب زاد المعاد“ کا اختصار ہے یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔

ان کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ کے کئی خطوط اور متفرق مضامین ہیں جو الدرر السنیہ میں درج ہیں۔ سب میں توحید و سنت کی طرف دعوت ہے۔ ان میں آیات و احادیث مذکور ہیں۔ گویا علمی دریا بہہ رہا ہے یہی آثار شیخ رحمہ اللہ کی یادگار ہیں، علماء اور عوام سب نے استفادہ کیا اور اپنے سینوں کو ہدایت سے منور کیا۔

فائدہ:

شیخ موصوف رحمہ اللہ راقم الحروف کے تین واسطوں سے استاذ ہیں۔ علامہ شیخ محدث ابو محمد عبدالحق بہاول پوری مہاجر کی مدرس الحرم الشریف التونسی ۱۳۹۲ھ نے

جو اجازت روایت عطا فرمائی تھی اس میں صحیح بخاری کی ایک سند یوں ذکر کرتے ہیں۔
 اعبرنا احمد بن عبد اللہ بن سالم البغدادی عن عبد الرحمن بن
 حسن ابن محمد بن عبد الوہاب عن جدہ شیخ الاسلام محمد بن
 عبد الوہاب النجدی الدرعی۔

وفات:

آپ آخر وقت تک تبلیغ، درس، دعوت و ارشاد میں منہمک رہے اور ماہ ذیقعدہ
 ۱۲۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم بقا کو روانہ ہو گئے۔
 رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و اسکنہ جنت الفردوس و رفع درجاتہ
 و رزقہ لذة النظر الی وجہہ الکریم۔

اولاد:

وفات کے وقت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے چار بیٹے چھوڑے
 ① حسین: المتوفی ۱۲۲۳ھ یہ سب سے بڑے اور والد کے جانشین سمجھے جاتے تھے،
 درعیہ کے قاضی اور جامع مسجد کے پیش امام تھے ان کے بیٹے علی، احمد، حسن، عبد
 الرحمن، عبد الملک سب عالم باعمل تھے۔
 ② عبد اللہ المتوفی ۱۲۳۳ھ: یہ صاحب علم اور لائق مصنف تھے حسین کے
 بعد آپ ہی ان کے جانشین ہوئے بڑے مجاہد تھے ۱۲۳۳ھ کے آخر میں جیل میں
 شہادت پائی۔

آپ نے کتاب التوحید کی ایک شرح بھی لکھی تھی مگر نامکمل رہی ان کی دوسری تصنیف
 "کتاب التوضیح عن توحید الخلفاء" ہے جو ۱۳۱۹ھ میں طبع ہو چکی ہے، ان کے دو بیٹے
 سلیمان اور علی سقوط درعیہ کے وقت شہید ہوئے۔

③ علی: یہ بھی علم، زہد، اور تقویٰ میں ممتاز تھے، علوم دینیہ پر کافی دسترس تھی، آپ
 کے لئے عہدہ قضا پیش کیا گیا مگر تقویٰ نے اجازت نہ دی اور انکار فرمایا، کم سنی میں

تفسیر توحید
 اور
 کتاب التوضیح
 کی وصفا

فوت ہوئے آپ کے بیٹے محمد بن علی علم میں مشہور و معروف تھے، لوگوں کی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔

④ ابراہیم المتوفی ۱۲۲۴ھ: یہ بھی صاحب علم تھے، کتاب التوحید درسا پڑھاتے تھے، عہدہ قضاء سے الگ رہے ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ کا ایک اور بیٹا حسن بھی تھا جو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ ان کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالرحمن رحمہ اللہ مصنف ”فتح المجید“ تھے ان کا سوانحی خاکہ ملاحظہ فرمائیے:

امام الموحدين العلامة الشيخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ:

العالم الفاضل الورع الكامل المحدث الفقيه العلامة الشيخ عبدالرحمن بن حسن بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب الشجدي الدرعي۔

ولادت و نشأت

۱۲۹۳ھ میں اپنے آبائی شہر درعیہ میں پیدا ہوئے۔ اسی خاندانی گھر میں آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی، اپنے دادا امام الدعوة سے کتاب التوحید ابواب السحر تک پڑھی۔ کتاب آداب المشی الی الصلوٰۃ کا کچھ حصہ بھی پڑھا آپ کی مجالس علمیہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا، جن میں صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث اور فقہ کے درس ہوئے تھے۔

شیوخ

آپ کے کئی اساتذہ ہیں جن سے علم حاصل کیا جن میں سے چند قابل ذکر ہیں، اپنے جد امجد کے علاوہ اپنے اعمام عبداللہ، علی اور حسن سے حدیث اور فقہ کے دروس حاصل کئے، نجد کے دوسرے علماء سے بھی کسب علم کیا، مثلاً:

شیخ احمد بن ناصر سے مختصر الشرح اور مقتنع پڑھی۔

شیخ عبداللہ بن فاضل سے سیرۃ النبویہ پڑھی۔

شیخ عبدالرحمن بن نمیس سے شرح الشنثوری فی الفرائض کی تعلیم حاصل کی۔

شیخ احمد بن حسن رشید سے شرح الجزریہ پڑھی۔
 شیخ ابو بکر حسین بن غنام سے شرح الفاکہی المیمیہ فی النحو پڑھی، آپ نے نجد کے علاوہ
 دوسرے علماء سے بھی تعلیم حاصل کی۔

شیخ الحسن القویجی المصری سے شرح جمع الجوامع فی الاصول المخلی اور مختصر السعدی فی
 المعانی والبیان پڑھی، اور انہوں نے آپ کو اپنی جمع مرویات کی اجازت دی اور شیخ عبد
 اللہ بن سالم البصری کا ثبوت اوائل الکتب عطا کیا۔

شیخ عبد الرحمن الجبرتی سے مسلسل بالاولیہ ۱۔ بمع جمع مرویات کی اجازت حاصل کی۔
 شیخ عبد اللہ بن سودان جو کہ مصر میں آپ کے سب سے بڑے استاد ہیں ان سے بھی
 تمام روایات اور شیخ عبد اللہ بن سالم کے ثبوت کی اجازت حاصل کی۔

مفتی الجزائر محمد بن محمود الجزاری الاثری، جو ماہر علوم اور پختہ عقیدہ کے مالک
 تھے سے صحیحین کا کچھ حصہ من طریق ابن سعاد اور الاحکام الکبریٰ للامام عبدالحق
 الاشعری کا پڑھا اور ان سے بھی حدیث مسلسل بالاولیہ اور جمع مرویات کی اجازت
 حاصل کی۔

شیخ القراء بمصر ابراہیم العبیدی جن کے پاس قراء سبعہ تک متصل سند تھی ان سے اول
 القرآن الکریم پڑھا۔

شیخ احمد بن سلون حسن الخلق، تواضع، ماہر علم القراءۃ کے پاس بھی قراء سبعہ تک اسانید
 متصل تھیں، شارح موصوف ان کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، ان سے قرآن
 کریم اور الشاطبیہ شرح الجذریہ پڑھی۔

۱۔ یعنی جس میں ہر راوی اپنے شیخ کے متعلق کہتا ہے کہ وہ اول حدیث سمعتہ منہ اور یہ حدیث
 معروف ہے جس کا متن یہ ہے:

”الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی
 السماء“

اکثر علماء نے اس کو اپنے اثبات میں ذکر کیا ہے مثلاً عبد اللہ بن سالم البصری، محمد عابد السندی الشوکانی
 النخعی اور السنبلی وغیر ہم۔

تقریر توحید
 اور
 کتاب الخصال
 کی کتاب

شیخ یوسف الصاوی سے شرح الخلاصہ لابن عقیل کا اکثر حصہ پڑھا۔
 شیخ ابراہیم الجبوری سے شرح الخلاصہ للاشمونی باب الاضافۃ تک پڑھا۔
 شیخ محمد المنہوری سے جامعہ ازہر میں الاستعارات الکافی فی علمی العروض والقوافی
 پڑھیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تلامذہ

آپ کے جد امجد کی طرح آپ سے بھی کئی لوگوں نے علم حاصل کیا، آپ کے فرزند
 شیخ عبداللطیف کے علاوہ آپ کے خاندان کے کئی افراد آپ کے تلامذہ ہیں تین چچازاد
 بھائی۔

شیخ حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب۔

شیخ عبدالملک بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب

شیخ عبدالرحمن بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب

چچازاد بھائیوں کے لڑکے

شیخ حسن بن حمد بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب

شیخ عبدالعزیز بن محمد بن علی بن محمد بن عبدالوہاب

شیخ عبداللہ بن حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب

کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح

شیخ عبدالعزیز بن عثمان بن عبدالجبار بن شبانہ

شیخ عبدالرحمن بن احمد النمیری

شیخ عبداللہ بن جبر

شیخ حمد بن عتیق

شیخ محمد بن سلطان

شیخ عبدالعزیز بن حسن بن یحییٰ

شیخ محمد بن ابراہیم بن عثمان

شیخ محمد بن عبدالعزیز

شیخ عبدالرحمن بن عدوان

شیخ محمد بن ابراہیم بن سیف

شیخ عبداللہ بن علی بن مرخان

شیخ علی بن عبداللہ بن عیسیٰ

شیخ عبدالرحمن بن محمد بن مانع

شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ

شیخ محمد بن عبداللہ بن سلیم

شیخ محمد بن محمد بن سلیم

آپ کے تلامذہ کا شمار مشکل ہے کیونکہ آپ تاویفات درس و تدریس اور تعلیم میں مصروف رہے، تقبل اللہ منہ بقبول حسن۔

عادات و اطوار

آپ علم پڑھنے اور پڑھانے کی رغبت کے ساتھ ساتھ دائم العمل، کثرت عبادت، خوش خلقی احسان، نیکی، نرمی، رحم دلی، سخاوت، کم گوئی، وقار، اور سنجیدگی جیسی صفات حسنہ کی منہ بولتی تصویر تھے، آپ کا تعلیمی طریقہ اتنا سہل اور موثر ہوتا تھا کہ طلبہ تھوڑے ہی عرصہ میں اچھے علمی مقام پر فائز ہو جاتے تھے۔ علامہ ابن بشر مصنف عنوان المجذب نے حوادث ۱۲۳۱ھ میں آپ کو ان القاب سے ذکر کیا ہے۔

الشیخ العالم، البحر الزاخر، الغزیر، مفید لطالبین، المحفوظ بعناية رب العالمین، جامع انواع العلوم الشرعیہ، و محقق العلوم الدینیہ والاحادیث النبویہ، والآثار السلفیہ، وارث العلم کا براعن کابیر بالذی صارت الاصاغر بافادته شیوخاً، اکابر قاضی قضاة الاسلام والمسلمین، مفتی فرقة الانام الموحدین، ناصر سنة سید المرسلین، الموفق للصواب فی الجواب۔ آہ

تفسیر قرآن مجید
اور
تلاوت قرآن مجید
کی وصفت

علامہ ابراہیم بن صالح نجدی مؤلف ”عقد الدرر“ یوں ذکر کرتے ہیں:
 الشيخ الامام العالم الفاضل، القدوة، رئيس الموحدين، قانع
 الملحدين، كان اماماً بارعاً، محدثاً فقيهاً، ورعاً نقياً نقياً صالحاً له
 اليد الطولى فى جميع العلوم الدينيه - آه

آپ کا ذکر خیر

”ايضاح المكنون فى الذيل على كشف الظنون“ لاسماعيل باشا
 البغدادى جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ اور الاعلام للرزكلى: ۴: ۷۵، ۷۶،
 معجم المؤلفين لعمر رضا كحاله جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ اور فہرس
 المؤلفين بالظاہریۃ وغيرہ کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

تصنيفات

سب سے زیادہ مشہور و معروف اور آپ کے علمی تبحر کی خبر دینے والی کتاب

(۱) فتح المجید شرح کتاب التوحید

جس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے اور جس کا ترجمہ ناظرین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز

کتاب التوحید پر آپ کے حاشیہ

(۲) قرۃ عیون الموحدين

کا بھی ذکر ہوا۔ ان کے علاوہ آپ نے یہ کتابیں لکھیں۔

(۳) کتاب الرد على داؤد بن سليمان بن جرجيس

(۴) کتاب الايمان

(۵) کتاب الرد على اهل البدع

(۶) کتاب الرد على عثمان بن منصور

(۷) مجموعہ رسائل

(۸) فتاویٰ

فائدہ

آپ راقم الحروف کے دو واسطوں سے استاز ہیں، جیسا کہ امام الدعوة رحمہ اللہ کے حال میں گزر چکا ہے۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

وفات

آپ دین متین کی خدمت کرتے ہوئے مؤرخہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۸۵ھ ہفتہ کی شام کو دار الفنا کو الوداع کر کے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ تغمده اللہ تعالیٰ برحمته الواسعة۔

چودھویں صدی ہجری

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ قرن حاضر کو بھی نہ بھولنا چاہئے کیونکہ اس میں بھی کئی ایسی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے توحید کی قلمی خدمت کی ہے جس سے اہل حق کی راہ ہموار ہوتی رہی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ صدی رواں بالکل خالی گئی ہے۔

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چن میں ہیں
رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہو سکتی اس صدی میں بھی علمائے دین اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ جس میں سے بعض ملاقاتیں بھی ہوئیں اور بعض سے علمی استفادہ کیا۔

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہو گئیں

عقیدہ توحید
اور
تلاش حقیقی
کی

سید نذیر حسین دہلوی

شیخ الكل ، امام المتقين ، سيد المحدثين ، تاج الفقهاء ، علم العلماء ، جامع العلوم النقلية والعقلية ، ناصر السنة النبوية ، عمدة العاملين ، زبدة الكاملين ، حجة الله على الخلق مجدد القرن ، الامام المحدث الفقيه الاصولي الشيخ شيخنا السيد نذير حسين بن جواد بن علي بن نعمه الله الحسيني الدهلوي الملقب به ميان صاحب المتوفى ١٣٣٠ھ نصف صدي سے اوپر خدمت کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت سب اہل توحید کا سلسلہ تلمذ آپ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے

مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑیں

(١) ثبوت الحق الحقيق

(٢) فلاح الولی باتباع النبی

(٣) رساله فی ابطال عمل المولد

سید رشید الدین شاہ راشدی

ہمارے پردادا جناب الداعی الی اللہ، الجہاد فی سبیل اللہ حامی السنۃ ما حی الہدۃ، جامع العلوم، صاحب فیوض و کمالات مجسمہ سنت، پیکر اخلاق، السید رشید الدین شاہ بن السید محمد یاسین شاہ بن السید محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی التوتونی ١٣١٤ھ نے اپنی پوری عمر دین کی خدمت اور دعوت الی الحق میں صرف کردی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جماعت تیار کی اور ان سے بیعت لی، آپ نے سندھی زبان میں رسالہ بنام توحید نامہ لکھا جس میں آیات و احادیث کا دریا بہا دیا ہے جس سے سندھ کے گوشے گوشے میں توحید پھیلنے لگی، کئی پوجاریوں اور بدعتیوں نے توبہ کی اور آپ کے حلقہ اہل توحید میں داخل ہوئے نیز آپ نے اسماء اللہ الحسنیٰ کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ شیخ فتح محمد نظامانی نے تفسیر مفتاح رشد اللہ کے مقدمہ میں آپ کو مجدد

القرن الرابع عشر شمار کیا ہے۔

سید رشد اللہ شاہ راشدی

جد امجد، عالم ربانی محدث حقانی، حامی الشریعت، قامع البدعت، مرجع العلماء زین الکلماء ابو تراب السید رشد اللہ شاہ راشدی المتوفی ۱۳۳۰ھ علامہ مخدوم محمد عثمان نورنگ زادہ نے مقدمہ تفسیر تنویر الایمان میں آپ کا ان القاب سے ذکر کیا ہے:

”فاضل اجل بے عدیل، مفسر آیات قرآنی، محدث لاثانی، فقیہ ربانی، مجمع اشیات علوم نقلیہ منبع فہوم عقلیہ، وارث علوم رسول اللہ آیت من آیات اللہ، داعی الخلق الی اللہ“

آپ کی تصانیف کثیر تعداد میں ہیں۔ توحید باری تعالیٰ میں آپ کی مندرجہ ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

(۱) الاعتناء بمسئلة الاستواء

اس میں ثابت کیا ہے کہ سلف کا مسلک اسلام و علم اور احکم ہے اور ابن حجر پیشمی نے جو کچھ مؤولین کی تائید میں لکھا ہے اس کی تردید کی ہے،

(۲) كشف الريب عن مسألة علم الغيب

اس میں کتاب و سنت اور اقوال فقہا سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ ہی کی صفت ہے جس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں۔

(۳) المعونة الصمدیة فی رد اوہام الهدیة الاسدیة

سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی نے ایک رسالہ انبیاء اور اولیاء کو غیب دان ثابت کرنے کے لئے لکھا تھا۔ یہ کتاب اس کی تردید میں لکھی ہے۔

(۴) الفارقة بین اهل اللہ و المارقة

اس کتاب میں مصنوعی پیروں کی تردید ہے۔ آپ کا چچا زاد بھائی سید نصر اللہ شاہ بن ہدایت اللہ شاہ بن سید محمد یسین شاہ بن سید محمد راشد شاہ راشدی وجودی اور ہمہ

عقیدہ توحید
اور
تکلیف شرعی
کی کتاب

اوستی مسلک رکھتا تھا۔ جد امجد کا اس کے ساتھ چند سالوں تک تحریری مناظرہ ہوتا رہا اور سننے میں آیا ہے کہ سید موصوف بالآخر اس غلط عقیدہ سے توبہ کر کے صحیح عقیدہ سلفیہ کی طرف راجع ہوئے۔ جد امجد نے اس کے رد میں جو رسا لکھے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) ردو عباد الوجود

سید موصوف کے رسالہ مجمل العلوم کے جواب میں ہے۔

(۲) المجاہدۃ فی رد المجاہدۃ

(۳) فیض الودود اتم من فیض الوجود

یہ دونوں رسالے مشاہدۃ الوجود اور فیض الوجود سید نصر اللہ شاہ نے لکھے تھے، آپ نے ان کا رد لکھا تھا۔

سید احسان اللہ شاہ راشدی

ہمارے والد ماجد الداعی الی الریۃ، الناہی عن البدعۃ الحمد للہ، العارف بالعلل والرجال، العابد الزاہد المتقی، ابو محبت اللہ احسان اللہ شاہ راشدی، المتوفی ۱۳۵۵ھ آپ کو شیخنا ابو محمد عبد الحق البہاشمی البہاولپوری المکی رحمہ اللہ فن اسماء الرجال میں امام الوقت مانتے تھے۔ آپ نے اپنی آبائی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے توحید و سنت کو سندھ کے چپے چپے میں پھیلا یا اور کئی بار مناظرے ہوئے کسی طعن و تشنیع کی پرواہ نہیں کی، ہر طبع و لالچ کو لات مار دی اور باوجود حریفان وقت کی طرف سے طرح طرح کی مشکلات اشاعت سنت کی طرف قدم بڑھاتے رہے۔

مہر و وفا میں یار نے جب امتحان لیا

سب عاشقوں میں نمبر اول ہم ہی رہے

سر زمین نجد و حجاز میں جب قبے اور غیر شرعی اونچے مزارات گرائے گئے تو اس وقت توحید کے مخالفین کا طیش میں آنا ناگزیر تھا، کاش جو حالت اس وقت سندھ کی تھی وہ قارئین کرام دیکھتے اور تو اور فرضی نمازوں کے بعد ذکر و وظائف کے بجائے

مبتدعین معاندین کا مشغلہ یہ تھا کہ امیر المؤمنین امام المسلمین ملک المملکۃ العربیۃ السعودیۃ عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن سعود و دیگر علماء و حکام نجد کو گالیاں دیتے اور لعنت بھیجتے تھے ان کو ذکر الہی بھولا ہوا تھا، یہی ان کا درد و وظیفہ تھا اور اس آیت کریمہ کا مصداق تھا:

﴿ إِنَّكُمْ كَانْتُمْ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَبِيرُ الرَّحِيمِينَ ﴿١١٠﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوَكُم ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١١﴾ ﴾ (المؤمنون ۱۰۹-۱۱۰)

”تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم ایمان لائے ہمیں معاف کر دے ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا، یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔“

ایسے وقت میں والد ماجد نے سندھی زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا، جس میں آیات و احادیث کو جمع کیا، اور اقوال سلف کو بھی ذکر کیا کہ جو کچھ امام المسلمین نے کیا ہے وہی عین شریعت الہی اور عقیدہ سلف صالحین اور اہل حق کے موافق ہے پھر سندھ کے مختلف حصوں میں اپنے نمائندوں کے ہاتھ رسالہ تقسیم فرمایا اور پڑھ کر لوگوں کو سنایا، اس کے بعد یہ آگ ٹھنڈی ہوئی، اور کافی لوگوں کے دل سے جو انگریزوں نے وہابیت سے نفرت ڈالی تھی وہ کم ہوئی اور پھر سے وہ معدودے چند علماء جو توحید کے حامی تھے ان کے لئے توحید و سنت پر وعظ و ارشاد کرنے کا موقع فراہم ہوا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری

رئیس المفسرین، شیخ الحدیث، امام المناظرین ابن تیمیہ زماں شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند شیخنا الامام المتقی التقی العالم العامل الورع اکامل محب السنۃ محمود اہل البدعۃ، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف، مجدد القرن، ابوالوفاء ثناء اللہ بن محمد حضر الکشمیری الاصل ثم الامر تسری المتوفی ۱۳۶۶ھ کی دینی خدمات کو اگر لکھنا شروع

تعمیر توحید
اور
تعمیر سنت
کی

کردوں تو خود مجھے معلوم نہیں کہ قلم کہاں جا کر رکے گا۔

ع اولئك آباءى فحننى بمثلهم

آپ کی توحید پر بے شمار تصانیف ہیں جن میں سے

(۱) شمع توحید

(۲) کلمہ طیبہ

(۳) مسلک اہل الحدیث

معروف ہیں جملہ باطل فرقوں آریہ عیسائی، قادیانی، اور چکڑالوی وغیرہ سے صرف مناظرے ہی نہیں کئے بلکہ ان کی تردید میں کئی کتابیں لکھیں۔ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک بلاناغہ ہفتہ وار اخبار بنام ”اہل حدیث“ نکالتے رہے جس میں توحید و سنت کی طرف دعوت اور شرک و بدعت کی مذمت کے ساتھ ساتھ فرقہ مبتدعہ و باطلہ کی پرزور تردید ہوتی رہی۔

نواب صدیق حسن صاحب

نواب معلى القاب مرجع العلماء وعمدة الكملاء ومنبع الفيوض الرحمانية

ناشر السنة النبويه ، المحدث الفقيه العلامة السيد صدیق بن حسن بن علی

الحسينى البخارى القنوجى البوفالى المتوفى ۱۳۰۷ھ کی شہرہ آفاق ہستی نے

ہر فن میں کتابیں لکھیں۔ عقائد اور توحید میں آپ کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً

عربی زبان میں

(۱) الدين الخالص

جو پہلے پہل ہند میں پھر عرب میں چھپی ہے اور اکثر کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی

ہے۔

(۲) الانتقاد الرجيع فى شرح الاعتقاد الصحيح

(۳) مقتطف فى بيان عقيدة اهل الاثر

(۴) قصد السبيل الى ذم الكلام والتاويل

(۵) مسلك السعادة في افراد الله بالعبادة

(۶) اللواء المعقود لتوحيد الرب المعبود

(۷) المعتقد والمنتقد

(۸) الحواز والصلات في جميع الاسامي والصفات

فارسی زبان میں:

(۱) المقالة الفصيحة في الوصية والنصيحة

(۲) ترجمة شرعة الاسلام

اردو زبان میں :

(۱) الاحتواء على مسئلة الاستواء

(۲) النصيح السديد لوجوب التوحيد

(۳) مراد المرید لا خلاص التوحيد

(۴) منهاج العبيد الى معراج التوحيد

(۵) الانفكاك عن مراسم الاشرار

آپ کی تصانیف اہل علم کے ہاں بڑا مقام رکھتی ہیں۔

شیخنا العلامة بیہقی الوقت شیخ الحدیث الفقیہ النبیہ الادیب الاریب

الشیخ ابو سعید شرف الدین بن امام الدین الدہلوی المتوفی (۱۳۸۱ھ) نے
شکر کیہ دم جھاڑ کی تردید میں ”کتاب الاکراه“ لکھی۔

نواب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنۃ وحید الزمان بن مسیح الزمان
الدکنی المتوفی ۱۳۳۸ھ نے ”الانتهاء فی مسئلة الاستواء“ لکھی۔

علامہ وقت شیخ مولانا بخش گزدر بن یاسین جو دہپوری المتوفی ۱۳۲۵ھ نے ”رسالہ
التوحید“ لکھا۔

آپ کے فرزند علامہ ابو سعید عبدالغنی المتوفی ۱۳۴۱ھ نے بھی بدعت کے رد میں

تفسیر التوحید
اور
تلاوت
کی کتاب

ایک کتاب لکھی۔

حافظ عبداللہ روپڑی

شیخنا علامہ المحدث، استاذ العلماء- افضل الفضلاء الصابر الصائم ،
الشیخ الحافظ عبد اللہ بن روشن دین الروبری الامر تسری اللاهوری المتوفی
۱۳۸۴ھ نے توحید پر کافی کتابیں لکھیں جن میں:

(۱) توحید الرحمن بجواب استمداد از عباد الرحمن

(۲) زیارت قبر نبوی ﷺ

(۳) بکر ادوی

(۴) امامت مشرک

(۵) کلمہ توحید

(۶) وسیلہ بزرگان

(۷) شریک دم جھاڑ میں فیصلہ کن بحث

(۸) سماع موتی

(۹) ٹھیٹھ اسلام

مشہور ہیں نیز آپ کا ہفتہ وار جریدہ ”تنظیم اہل حدیث“ سا لہا سال سے توحید
وسنت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت آپ کا بھتیجہ علامہ محترم حافظ عبد
القادر روپڑی^۱ اسے چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ دیر تک اس پرچہ کو آباد و شاد رکھے۔ آمین
علامہ حافظ عبد الجبار بن بدر الدین عمر پوری التوفی ۱۳۳۳ھ نے ”مصمام
التوحید فی رد التقلید“ لکھی۔

^۱ لیکن کچھ عرصہ ہو حافظ صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور اب یہ پرچہ ان کے فرزند اور
رفقاء چلا رہے ہیں۔ (ازناشر)

مولانا محمد جونا گڑھی

سیف اللہ الباہر و اسد اللہ القاہر، خطیب اہل الحدیث، معین الحق، مدحی الباطل، زین اہل القلم الشیخ العلامہ محمد بن ابراہیم بن محمد جونا گڑھی المتوفی ۱۳۶۰ھ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی تصانیف پورے پاک و ہند میں زبان زد خاص و عام ہیں مسئلہ توحید پر آپ کی درج ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

- ⊗ توحید محمدی
- ⊗ عقائد محمدی
- ⊗ عقیدہ محمدی
- ⊗ میلاد محمدی
- ⊗ قبروں پر پھول
- ⊗ کتاب الاکراہ

آپ کا ”اخبار محمدی“ ایک طویل عرصہ تک توحید و سنت کی اشاعت کرتا رہا جس سے اہل شرک و بدعت کے مکروہ جل کے گریبان چاک ہوتے رہے مجھے یاد ہے کہ بچپن کا زمانہ تھا کہ والد بزرگوار کی طرف یہ اخبار میرے ہی نام پر آتا تھا۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جاننے کیا یاد آیا!

علامہ محمد بشیر سہسوانی

شیخ المشائخ و حید الدہر، محدث العصر، مجسم تقویٰ، العالم الفاضل، عامل کامل شیخ العلام محمد بشیر بن بدر الدین السہسوانی المتوفی ۱۳۰۶ھ نے کتاب:

صيانة الانسان عن وساوس الشیخ دہلان

لکھی۔ جس نے اہل بدعت کے حلقوں میں تہلکہ مچادیا، نیز حدیث شد الرحال کے بارے میں آپ کے تین رسائل مشہور ہیں:

- (۱) القول المحکمہ
- (۲) القول المنصور
- (۳) السعی المشکور

عقیدہ توحید
اور
تلاوت قرآنی
کی دعوت

علامہ شیخ حمید اللہ بن محمد خلیل سراہ والے المتوفی ۱۳۳۰ھ نے کتاب ”خطبات توحید“ تحریر فرمائی۔

علامہ سید امیر احمد بن سید امیر حسن محدث فاضلی المتوفی ۱۳۰۶ھ نے تقویۃ الایمان کی حمایت میں کتاب ”نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسماعیل“ لکھی۔

علامۃ الزمان، محدث الاوان، بطل الاباطال، عدیم النظر والمثال الشیخ ابو القاسم سیف البناری المتوفی ۱۳۶۹ھ نے

(۱) رمی الحمرتین علی شاک کلمۃ الشہادتین

(۲) لواء الاسلام لکھیں۔

علامہ محمد شکر اللہ میرٹھی الواعظی المتوفی ۱۳۱۵ھ نے تقویۃ الایمان کی تائید میں ”العجالة فی ازالة الازالة“ لکھی۔

فخر المحدثین، حافظ الوقت، عالم بے بدل، عامل بے مثل، الشیخ الکبیر، ابو العلی عبد الرحمن بن الحافظ عبد الرحیم المبارکفوری المتوفی ۱۳۵۳ھ نے ”خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون“ تصنیف فرمائی۔

علامہ ابو المکارم محمد علی بن میان حسام الدین المتوفی ۱۳۵۳ھ نے مولود و قیام کی تردید میں کتاب ”فراسة المؤمنین“ لکھی۔

شیخ محمد سعید بن صفة اللہ المدرسی المتوفی ۱۳۰۳ھ نے عقائد میں ”کتاب التنبیہ علی التشریہ“ لکھی۔

شیخ محمد الہکی الہندی المتوفی ۱۳۳۴ھ نے کتاب فی معنی لالہ الالہ اللہ لکھی۔

مناظر لاجواب مقرر باصواب علامۃ الوقت محدث الامۃ المتقی الزاہد شیخ عبد العزیز بن احمد الرحیم آبادی المتوفی ۱۳۳۳ھ نے ”صیانة المؤمنین عن شر المبتدعین“ تصنیف فرمائی آپ کی علمی قدر و منزلت کو اہل علم ہی جانتے ہیں۔

علامہ سید عبد الباری بن سراج الدین السہوانی المتوفی ۱۳۰۳ھ نے ”اعلام الاختیار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام“ اور ”ہدایۃ المبتدعین ترجمۃ القاسد الی

الحقائد“ لکھیں نیز نصاریٰ کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی۔
 مبلغ توحید و سنت، قائم بالامر بالمعروف والنہی عن المنکر، الملازم للعبادة الشيخ
 العلامة عبد الرحیم بچھی المتوفی ۷۷۳ھ نے بھی توحید پر ایک کتاب لکھی۔
 علامہ شیخ اہل اللہ، ناصر سنت رسول اللہ الحافظ المحدث سراج الدین بن اعظم
 المادھپوری مہاجر کراچی المتوفی ۱۳۸۰ھ نے کتاب ”درس توحید“ لکھی، نیز آپ کی
 دوسری کتاب ”عقیدہ اہل حدیث“ ہے۔
 استاذ العلماء معتمد الفقہاء علامہ شیخ عبد الجبار کھنڈیلوی ثم اوکاڑوی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے
 ”التبیین فی زیادة الایمان والنقصان“ تالیف فرمائی۔

مولانا دین محمد وفائی

علامہ شیخ ادیب سندھ صاحب قلم سیال محدث وقت شیخ دین محمد وفائی المتوفی
 ۱۳۶۹ھ نے تقویۃ الایمان کا سندھی میں ترجمہ ”نور الایمان“ کے نام کیا۔ نیز کئی سال
 تک ماہنامہ ”رسالہ التوحید“ نکالتے رہے جس میں توحید و سنت کے موضوع پر آپ
 کے اور دیگر علمائے عصر کے مضامین شائع ہوتے رہے جس سے سندھی عوام کو گھر
 بیٹھے توحید کا وعظ ہوتا رہتا تھا۔

مولانا حاجی احمد ملاح

شاعر سندھ۔ ادیب فاضل، مجاہد وقت سیف اللہ علی اعداء فاتح لواری، علامہ
 الشیخ احمد الملاح البدینوی المتوفی ۱۳۸۹ھ نے سندھی زبان میں کتاب ”معرفة الاله“
 لکھی جس میں اپنے عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں توحید کے ثبوت اور شرک کے بطلان
 میں آیات و احادیث اور اقوال سلف کو جمع کیا، آپ سندھ کے بڑے ممتاز شاعر تھے،
 آپ کے اشعار نے مشرکین کے حلقوں پر تلوار کی دھار سے زیادہ کام کیا۔ فتنہ لواری
 (مصنوعی حج) کو بند کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر تھا، آپ کے اشعار کے چند مجموعے
 شائع ہو چکے ہیں جن میں:

تعمیر توحید
 اور
 تلامذہ
 کی کتاب

گلشن ہدایت ❁

فتح لواری ❁

ہیکڑائی حق ❁

موحدین کے لئے خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

سلیمان بن سحمان النجدی

الشیخ الامام، علم الاعلام سلیمان بن سحمان النجدی المتوفی ۳۳۹ھ نے:

(۱) الهدية السنية و التحفة الوهابية النجدية

(۲) تنبيه ذوى الالباب السليمة عن الوقوع فى الالفاظ المبتدعة

الوخيمة۔

(۳) كتاب السنة الحداد فى رد شبهات علوى الحداد

(۴) ايضاء الشارق فى رد شبهات الماذق العمارق

(۵) تبرئة الشيخين الامامين عن تذكير اهل الكذب والمين

تصنيف فرمائى۔

الشیخ العالم، الصلب فى السنة، ناصر العقيدة السلفية العلامة محمد خليل ہراس

المتوفى ۳۹۳ھ نے:

(۱) دعوة التوحيد

(۲) شرح القصيدة النونية

(۳) شرح الواسطية

(۴) هذه هى الصوفية

کتابیں تصنیف فرمائیں۔

شیخ النجد، العلامة احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ الشرقى المتوفى ۳۲۹ھ نے حافظ ابن قیم

کے قصیدہ نونیه کی شرح ”توضیح المقاصد و التصحیح العقائد“ اور ”الرد علی شبهات المستغیثین

غير الله“ لکھیں۔

عالم بے بدل، علامتہ الفہامۃ محمد یوسف کلکٹوی المتوفی ۱۳۹۰ھ نے کتاب ”دعوت حق“ لکھی۔

مفتی الدیار المصریہ الاستاذ محمد عبدہ المتوفی ۱۳۳۳ھ نے رسالہ ”التوحید“ لکھا
نادرة الزمان علامتہ الشیخ حسین الجسر ابو الاحوال الطرابلسی المتوفی ۱۳۲۲ھ نے

(۱) الرسالة الحمیدیہ فی حقیقۃ الدیانۃ الاسلامیۃ

(۲) حقیقۃ الشرعیۃ المحمدیہ لکھیں

علامتہ الشیخ المجاہد ابو بکر محمد بن عارف بن عبد القادر بن محمد بن علی بن خویر المکی المتوفی ۱۳۳۹ھ نے

(۱) فصل المقال وارشاد الضال فی توسل الجہال

(۲) ما لا بد منه فی امور الدین

(۳) حسن الاتصال بفصل المقال فی الرد علی بالبصیل وکمال

(۴) التحقیق فی الطریق

وغیرہ کتب تحریر فرمائیں۔

امام اہل مصر الشیخ الاستاذ رشید رضا المتوفی ۱۳۵۳ھ نے ”الایضاح لمسئلۃ المعیۃ“ لکھا۔

علامتہ الوقت الشیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی المتوفی ۱۳۶۶ھ نے

(۱) القول السدید فی مقاصد التوحید

(۲) الرياض الناضرة والحدائق النيرة الزاهرة فی العقائد والفنون

المتنوعة الفاخرة لکھیں۔

علامتہ السلفی الشہیر الشیخ آغا محمد منیر دمشقی القاہری المتوفی ۱۳۶۹ھ نے
”الماہیۃ علی الاصول الثلاثیۃ وادلتھا“ لکھی۔

الشیخ العلامة المحقق محمد الطیب بن اسحاق الانصاری المدنی، المتوفی ۱۳۶۳ھ نے

(۱) تسهيل الاصول الثلاثة وادلتها
 (۲) عقيدة السلف الصالح - لکھیں۔
 رئیس المتفتحن، مناظر اسلام العلامة الشيخ احمد الدين گھڑوی نے کتاب ”برہان
 الحق“ لکھی۔

الشيخ العلامة الحافظ محمد اكرم الانصارى البهلاوى السدى التوفى ۱۳۱۷ھ نے
 كتاب كشف الغطاء والحجاب عن منع الصلوة الى القبور والقباب لکھی۔
 الشيخ علامة الشير ابوالعالي محمد شكري الالوسي التوفى ۱۳۸۲ھ نے کتاب

(۱) غاية الاماني في الرد على النبهاني
 (۲) فصل الخطاب في شرح مسائل الجاهلية للشيخ محمد بن عبد
 الوهاب لکھیں۔

علامة الوقت الشيخ ابو محمد عبد التار بن الشيخ عبد الوهاب الدبلوي التوفى ۱۳۸۶ھ
 نے کتاب

(۱) حقيقة التوسل والوسيلة
 (۲) حكم رب الانام في ابطال عمل المولود والقيام
 (۳) حكم النبي بكفر من لا يصلي

تصنيف فرمائیں

الشيخ السيد ابن الالوسي المفسر العلامة الواعظ الباحث الفقيه نعمان خير الدين بن محمد
 شهاب الدين التوفى ۱۳۱۷ھ نے

(۱) جلاء العينين في المحاكمة بين الاحمدين
 (۲) الجواب الفصيح لما لقبه عبد المسيح

تحریر فرمائیں۔

ان کے علاوہ اور بھی توحید پر لکھنے والے کئی علماء گزرے ہیں، رحمہم اللہ

تعالیٰ اجمعین۔

تیری رحمت سے الہی پائیں یہ رنگ قبول
 پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے
 موجودین اخوان معاصرین میں بھی کئی علماء و فضلا ہیں جو توحید عقائد حقہ کو واضح
 اور عام کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور اس پر کئی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں اور کئی
 لکھ رہے ہیں، حجاز، نجد، مصر، شام اور عراق کے علاوہ دیگر عرب ریاستوں میں خواہ پاک
 و ہند اور دیگر ممالک میں کئی ایسے حامیان توحید ہیں جو سلف کی دعوت کو تازہ کر رہے
 ہیں۔

ساری دنیا ہے تری سارا زمانہ تیرا
 جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ تیرا
 آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس سلسلہ کو ہمیشہ
 قائم رکھے اور اس باغ کو سرسبز و بارونق اور شاداں رکھے اور موحدین کے دل کو شاد و آباد
 رکھے اور تابدا آباد توحید کی طرف دعوت کا چرچہ باقی رہے۔
 دل شاد بامراد رہیں مہربان میرے
 آباد حشر تک رہیں سب قدر دان میرے



توحید و توحید
 اور
 توحید و توحید
 کی دعا

پیش نظر کتاب ”عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات“ فتح الحجید کے مشہور و معروف مقدمہ کی الگ سے ایک اختصاصی اشاعت ہے۔ اس مقدمہ یا کتاب کے فاضل مؤلف بر صغیر کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس راشدی خاندان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ کی سرزمین میں جہاں انوار توحید کی شعاعیں سب سے پہلے بر صغیر میں داخل ہوئیں، مسئلہ توحید کے ادراک اور دعوت کا مؤثر اور مستقل اسلوب اختیار کیا۔

یہ کتاب شائقین توحید کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس کتاب کے شروع میں عقیدہ توحید کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں گذشتہ چودہ صدیوں میں ان تمام علمی کاوشوں اور دعوتی خدمات کا صدی وار احاطہ کیا گیا ہے جس سے یہ کتاب مسئلہ توحید کے خدمت گزاروں کی ایک مستقل تاریخ کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس تصنیف کے آخر میں امام الدعوة محمد بن عبد الوہاب کی دعوتی سرگرمیوں اور علمی خدمات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے۔ کتاب التوحید کی علمی فضیلت اور اس کی شرح فتح الحجید کی دعوتی عظمت کی تفصیلات کو بھی نظر رکھا گیا ہے۔ انتہائے آخر میں چودھویں صدی ہجری تک مسئلہ توحید کی خدمات کے سلسلے میں ایک مبسوط تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔

مکتبۃ الدعوة السلفیۃ

مبین کاونٹی شیاری ضلع حیدرآباد سندھ